بارہویں ختم نبوت کانفرنس پر منعقدہ
کی منظور کردہ قراردادیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

خطیب لاثانی،
امیر شریعت
سیّد عطاء اللہ
شاہ بخاریؒ

جلد نمبر ۱۶ | ۲۴ تا ۳۰ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۹ اگست تا ۴ ستمبر ۹۷ء | شمارہ نمبر ۱۴

قادیانی
مردم شماری میں
حصّہ کیوں نہیں لیتے ؟

پاکستان کے پچاس سال
اور
قادیانیت کی ریشہ دوانیاں

اور
سنچری
مُکمل ہوگئی

آزادی کے پچاس سال
اور ہماری ذمہ داریاں

قیمت: ۵ روپے

(سلطان احمد، کراچی)

س : میرے ایک مرحوم عزیز کے ۴ لڑکے اور ۷ لڑکیاں ہیں، جن میں سے ۲ لڑکے اور ۲ لڑکیاں غیر شادی شدہ ہیں، بقیہ اپنے اپنے گھر کے اور خود کفیل ہیں۔ مرحوم نے ترکہ میں کچھ نقد رقم اور رہائشی مکان چھوڑا ہے، مگر مکان فی الوقت فروخت نہیں ہوسکتا کیونکہ اس میں غیر شادی شدہ بچوں کی رہائش ہے، اور ان کے پاس رہائش کا کوئی متبادل بندوبست نہیں ہے۔ آنجناب نقد رقم کی تقسیم کا تناسب واضح فرمائیں؟ نیز جن بچوں کی شادی نہیں ہوسکی ہے، اور ان کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے، کیا ان کا حصہ خود کفیل بچوں سے زیادہ ہوگا یا ان کے مساوی ہوگا؟ علاوہ ازیں اگر مکان فروخت کیا جائے تو اس میں بھی ان بچوں کا حصہ خود کفیل بچوں سے زیادہ ہوگا یا مساوی ہوگا؟ بالخصوص اس صورت میں کہ ان غیر شادی شدہ بچوں کی رہائش، شادی اور گزر اوقات کا کوئی دوسرا ذریعہ اور وسیلہ نہیں ہے؟

ج : شرعی قاعدہ سے مکان بھی اور نقد رقم بھی مرحوم کے تمام وارثوں کو شریعت کے قاعدے کے مطابق برابر ملے گی، لیکن جن بچوں کی ابھی شادیاں نہیں ہوئیں، اور ابھی تک انکے پاس رہائش کی کوئی صورت نہیں ہے، دوسرے بہن بھائی اگر چاہیں تو یہ مکان ان کے نام کرسکتے ہیں اور اسی طرح ان کی شادی کے مصارف بھی دوسرے بہن بھائی برداشت کریں، باقی شرعی مسئلہ وہی ہے جو میں لکھ چکا ہوں۔ واللہ اعلم

(سیدہ بلقیس اختر، کراچی)

س : میرے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے، میری کوئی اولاد نہیں ہے گھر میں اکیلی رہتی ہوں، میں کتنی عدت گزاروں؟ نیز کیا عدت اپنے عزیزوں کے گھر گزار سکتی ہوں؟

ج : جس عورت کا شوہر فوت ہوگیا ہو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے، اگر شوہر کے گھر میں عدت گزارنا ممکن ہو تو وہاں ہی گزاری جائے، لیکن اگر تنہائی کا عذر ہو تو اپنے عزیزوں کے پاس بامر مجبوری منتقل ہوسکتی ہے۔ (واللہ اعلم)

(رفیق الرحمان، کراچی)

س : میں ظہر اور عصر کی نماز تو باجماعت پڑھتا ہوں اور فجر کی نماز قضا ظہر کے وقت پڑھتا ہوں۔ اس بارے میں میری رہنمائی کریں۔

ج : آپ کوشش کریں کہ ہر نماز وقت پر ادا کریں کیونکہ نماز قضا کرنا بہت بڑا وبال ہے۔

○ اگر نماز قضا ہوجائے تو جتنی جلدی ممکن ہو اس کو پڑھ لیا جائے دوسری نماز کا انتظار نہ کیا جائے، کیونکہ جتنی تاخیر ہوتی جائے گی گناہ بڑھتا جائے گا۔

○ اگر فجر کی نماز نہیں پڑھی تھی کہ ظہر کا وقت ہوگیا تو پہلے فجر کی نماز پڑھ کر ظہر بعد میں پڑھنی چاہئے۔

(عبدالقادر قریشی، نوابشاہ)

س : تقریباً ایک سال پہلے میری بیوی اور والدہ صاحبہ میں کسی بات پر تکرار ہوگئی، میں نے بیوی کو سمجھانے کی کوشش کی، مگر وہ نہیں مانی تو طلاق کی دھمکی دے دی۔ میں غلبہ میں تھا، بیوی سات ماہ کی حاملہ تھی، دھمکی کے طور پر ایک طلاق صلح کرنے کی نیت سے دیدی۔ طلاق دینے کے کچھ دیر کے بعد بیوی کی طبیعت خراب ہوگئی۔ میں اس کو لے کر ہسپتال گیا، وہاں پر بیوی نے اپنی غلطی تسلیم کرلی، اور میں نے اس کو معاف کردیا۔ ہسپتال میں بچہ ضائع ہوگیا۔ ہسپتال سے گھر آنے کے بعد ہم میاں بیوی کی طرح رہنے لگے، اور میں بیوی کے حقوق ادا کرتا رہا۔ تقریباً ۶-۷ ماہ بعد بیوی کی طبیعت خراب ہوگئی علاج معالجہ کرایا، لیکن ٹھیک نہ ہوئی اور اللہ کو پیاری ہوگئی۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ طلاق کے بعد صلح ہونے سے لے کر اس کی وفات تک تقریباً ایک سال میاں بیوی کی حیثیت سے گزارے، تو کیا میرا یہ عمل صحیح تھا؟

ج : آپ کا یہ عمل صحیح تھا۔ ایک طلاق سے، جبکہ وہ رجوع اور صلح کی نیت سے ہو نکاح ختم نہیں ہوتا، تم دونوں بدستور میاں بیوی تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بخشش فرمائے، اور تمہاری اور تمہارے بچوں کی کفایت فرمائے۔

ہم سب نے اللہ کے پاس جانا ہے، اس لئے داڑھی نہ منڈوایا کرو، انگریزی لباس اور انگریزی بال مت رکھو، اب تک جو کچھ کوتاہیاں ہوچکی ہیں، ان کی تلافی کرو، اللہ تعالیٰ کے حقوق یا بندوں کے حقوق جو اپنے ذمہ ہیں، ان کو ادا بھی کرو، اور ان کی معافی بھی مانگو۔ خدا جانے زندگی کے کتنے دن باقی ہیں۔ والسلام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶	شمارہ ۱۴	۲۴ تا ۳۰ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۹ اگست تا ۴ ستمبر ۱۹۹۷ء	قیمت: ۵ روپے

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

- اداریہ ۴
- کیا صحافت قادیانیت نوازی کا نام ہے؟......(مولانا محمد یوسف لدھیانوی) ۶
- بارھویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کی منظور کردہ قراردادیں (مفتی محمد جمیل خان) ۹
- قادیانی مردم شماری میں حصہ کیوں نہیں لیتے؟ (فیاض سجاد) ۸
- خطیب لاثانی امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ (مولانا نذیر احمد تونسوی) ۱۵
- آزادی کے پچاس سال اور ہماری ذمہ داریاں........(مولانا محمد اشرف کھوکھر) ۲۱
- مرزا غلام احمد قادیانی کے ۴۰ شاہکار جھوٹ......(مولانا عبداللطیف مسعود) ۲۲
- اور سنچری مکمل ہوگئی..................(محمد طاہر رزاق) ۲۵

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی (فون) ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون ۵۱۳۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 0171 737-8199.

ناشر: عبدالرحمٰن باوا
طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس
مقام اشاعت: ۱۰۳ مزرٹھ لائن کراچی

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زر تعاون ارسال فرما کر رسالہ کی خریداری کی تجدید کروالیجئے ورنہ پرچہ بند کردیا جائیگا

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹-۴۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کے پچاس سال اور قادیانیت کی ریشہ دوانیاں

پاکستان اپنی عمر کے پچاس سال طے کر چکا ہے اور گزشتہ چند ماہ سے گولڈن جوبلی کے حوالے سے پاکستان نے ان پچاس سالوں میں مختلف انداز میں کیا کھویا؟ اور کیا پایا؟ قوم کو بتایا جا رہا ہے۔ اکثریت کا خیال ہے کہ پاکستان نے ان پچاس سالوں میں بہت ترقی کی اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ سوائے ناکامی کے ہمارے ہاتھ کچھ نہیں آیا اس لئے ہمیں آزادی کی گولڈن جوبلی منانے کا کوئی حق نہیں۔ بہرحال یہ تمام باتیں حکمرانوں اور عوام کی ہیں' ہمارا موضوع چونکہ قادیانیت ہے اس لئے ہم "پاکستان کے پچاس سال اور قادیانیت کی ریشہ دوانیوں اور حکمرانوں کا طرز عمل" پر گفتگو کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

قیام پاکستان سے قبل کی تاریخ کا جائزہ ہم بارہا پیش کر چکے ہیں۔ پاکستان قائم ہوتے وقت قادیانیوں نے کشمیر کے علاقے میں واضح طور پر لکھ کر دیا کہ ہمیں مسلمانوں کی فہرست میں درج نہ کیا جائے اور اس بنا پر کشمیر پاکستان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اس طرز عمل کے بعد ہی علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے کشمیر کمیٹی سے مرزا محمود کو نکالا۔ اور اپنے اشعار کے ذریعے مسلمانوں کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کیا۔ اس صورتحال کے پیش نظر پاکستان کے حکمرانوں کو چاہئے تھا کہ وہ پاکستان میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھتے لیکن پتہ نہیں کس مجبوری کے تحت قائد اعظم محمد علی جناح اور قائد ملت لیاقت علی خان کو سر ظفر اللہ قادیانی کو وزیر خارجہ کی حیثیت سے قبول کرنے کا کڑوا گھونٹ پینا پڑا۔ یہ وہ عظیم غلطی تھی جس کا خمیازہ پاکستان کے مسلمان آج تک بھگت رہے ہیں۔ سر ظفر اللہ قادیانی نے وزیر خارجہ کی حیثیت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستان کے وزیر خارجہ کا کام کم اور قادیانیت کی تبلیغ کا کام زیادہ انجام دیا۔ بڑے بڑے محکموں میں قادیانیوں کی بھرمار کر دی۔ تمام سفارت خانوں کو قادیانی مشنری اداروں میں تبدیل کر دیا' اسلام کی تبلیغ کے نام پر کروڑوں روپے قادیانیت کی تبلیغ پر لگا دیئے' ربوہ کا مکمل شہر جماعت احمدیہ (قادیانیہ) کے نام الاٹ کر دیا اور ۱۹۵۲ء میں پاکستان کو یا بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کی کوشش شروع کر دی۔ بدقسمتی سے ہمارے حکمران اقتدار کی رسہ کشی میں لگ گئے قائد اعظم محمد علی جناح کو رخصت کر دیا گیا' یا رخصت ہو گئے' قائد ملت لیاقت علی خان کو شہید کر دیا گیا' بعض روایات کے مطابق چونکہ وہ قادیانیت کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ ہو گئے تھے اور اس سلسلے میں کوئی اقدام کرنے والے تھے اس لئے قادیانیوں نے ان کو شہید کرا دیا۔ اور پھر ان کے ذہن میں یہ بات ڈال دی گئی کہ قادیانیت اور مولویوں کا جھگڑا فرقہ واریت کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ قادیانی اسلام کو ماڈرن شکل میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ حکمرانوں نے علماء کرام کی باتوں پر دھیان دینے کے بجائے قادیانیت کو تحفظ دیا' علماء کرام کے لئے قادیانیوں کو کافر کہنا جرم قرار دے دیا گیا اور قادیانی کھلے عام اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے لگے۔ ظفر اللہ قادیانی نے کراچی میں جلسہ کرنے کا اعلان کر دیا۔ ادھر مرزا بشیر الدین محمود نے اعلان کر دیا کہ ۱۹۵۲ء گزرنے نہ پائے کہ بلوچستان قادیانی اسٹیٹ بن جائے' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے بھی مزاحمت کا اعلان کر دیا۔ اب حکمرانوں کو چاہئے تھا کہ وہ پاکستان کے کاذ اسلام کے خلاف سرگرمیوں کے پاداش میں قادیانیوں پر پابندی عائد کرتے جبکہ خواجہ ناظم الدین جیسے نیک اور تہجد گزار فرد وزارت عظمیٰ پر فائز تھے لیکن سر ظفر اللہ قادیانی اور دیگر کلیدی عہدوں پر فائز افسران کی غلط رپورٹنگ کی وجہ سے حکومت نے غلطیوں پر غلطی شروع کر دی اور علماء کرام اور مسلمانوں کو دبانے کا فیصلہ کر لیا۔ پورے ملک میں ایک لاکھ سے زائد جانثاران ختم نبوت کی گرفتاریاں کی گئیں جن میں بڑے بڑے علماء کرام شامل تھے۔ حماقت کا انتہائی مظاہرہ اس وقت ہوا جب

لاہور شہر کو فوج کے حوالے کرکے مسلمانوں کو کچلنے اور گولی چلانے کی اجازت دے دی گئی' جنرل اعظم جیسے عقل سے خالی جنرل نے لاہور کے میدان کو ہندوستان کے سرحدی علاقہ کا محاذ جنگ اور لاہور کے عقیدت و محبت سے بھرپور جانثاران ختم نبوت کو بھارت کی فوج سمجھ کر کھلے عام گولی چلانے کا حکم جاری کیا۔ پھر کیا تھا لاہور کی سڑکیں جانثاران ختم نبوت' قافلہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ' رضاکاران امیر شریعت" مجاہدین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خون سے رنگین ہوگئیں۔ جس کو معلوم ہوا کہ عقیدہ ختم نبوت پر جان کا نذرانہ پیش کیا جارہا ہے لبیک کہتا ہوا فوج کی گولیوں کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہوجاتا' بچے' بوڑھے' جوان' نوجوان گولیاں کھاتے رہے اور ختم نبوت زندہ باد کا اعلان کرتے رہے' کہنے والے کہتے ہیں کہ دس ہزار سے زیادہ نوجوانوں نے جام شہادت نوش فرمایا' ٹرکوں کے ٹرک بھر بھر کر لاشوں کے ڈھیر اٹھائے گئے۔ حکومت اور فوج نے سمجھا کہ اس طرح تحریک دبادی گئی' یہ اس کی بھول تھی' اس تحریک نے ایک ایک مسلمان کے دل میں عقیدہ ختم نبوت کے شمع روشن کردی' پورے ملک میں قادیانیت سے نفرت کی ایسی فضا قائم ہوئی کہ اگر مجلس تحفظ ختم نبوت ایک ہزار سال بھی کوشش کرتی تو ایسی فضا نہ بن سکتی۔ بہت سارے نام نہاد دانش مند لکھتے ہیں کہ تحریک ختم نبوت ۵۳ء دس ہزار جانثاران ختم نبوت کی جانثاری اور ایک لاکھ رضاکاران ختم نبوت اور علماء کرام کی گرفتاری کے باوجود ناکام ہوگئی لیکن اصل تجزیہ نگاروں کی رائے یہ ہے کہ قادیانیوں کے خلاف چلنے والی تحریکوں میں سب سے زیادہ کامیاب تحریک پہلی تحریک ختم نبوت تھی کیونکہ اس تحریک کے ذریعے قادیانیوں کی مضبوط ترین قوت اور تمام تر تیاریوں کے باوجود پاکستان کا اسلامی تشخص ختم نہ کیا جاسکا اور قادیانیوں کا پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کا خواب ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چکنا چور ہوگیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا قول سچا ہوا کہ:

"پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے' مسلمانوں کا رہے گا۔"

اور مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے خلفاء کی پیش گوئیاں جھوٹے نبی کی طرح جھوٹی ثابت ہوئیں کہ:

"عنقریب پاکستان میں قادیانیت کو فتح ہوگی اور پاکستان قادیانی اسٹیٹ بنے گی۔"

حق اور باطل کا جو معرکہ تھا ۵۳ء کی تحریک میں حق کو ایسی فتح ہوئی جس کی نظیر سابقہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر مسلمان کو قادیانیت کے ایک ایک عقیدہ' ایک ایک باطل سرگرمیوں اور ان کے خبث باطن کا پتہ چل گیا۔ جو لوگ کل تک اس مسئلہ کو علماء کرام کی لڑائی قرار دیتے تھے وہ بھی اب اس مسئلہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مرزا غلام احمد قادیانی کی لڑائی قرار دیکر قادیانیت سے نفرت کا اظہار کرنے لگے۔ قادیانیت سرکاری طور پر نہیں لیکن مسلمانوں کے دلوں میں غیر مسلم اقلیت قرار پائی' اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کے ذریعہ دکھادیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے جانثاران ختم نبوت خون کا نذرانہ پیش کرسکتے ہیں۔ بہرحال تحریک ختم نبوت ۵۳ء میں حسب سابق حکومت کا رویہ ظالمانہ' احمقانہ اور غیر مدبرانہ اور مسلم دشمنی پر مبنی رہا۔ اور انگریزوں کی خوشنودی کیلئے قادیانیوں کی پشت پناہی جاری رہی' اس دوران حکومت نے منیر انکوائری کمیشن بنایا جس میں جسٹس منیر نے تحقیقات کیں ان تحقیقات میں بھی حکومت' پولیس اور عدلیہ نے جس طرح اسلام دشمن طرز عمل کا مظاہرہ کیا اس کی کالک آج تک جسٹس منیر کے چہرے اور فیصلہ سے جھلکتی نظر آتی ہے۔ حکومت کے جبر و تشدد' قادیانیوں کی طرف سے پاکستان کو تباہ کرنے کی سازشوں کے باوجود اس کمیشن نے تمام تر خرابیوں کی ذمہ داری امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء کرام پر ڈال دی۔ قادیانیوں اور حکومت کو صرف بچالیا' ایسا لگتا تھا کہ جسٹس منیر نہیں کوئی قادیانی رپورٹ لکھ رہا ہے۔ شہادت بھی مسلمانوں کی ہوئی' تمام تر تباہی بھی مسلمانوں کی ہوئی' گرفتاریاں بھی مسلمانوں کی ہوئیں' پاکستان کو بچانے کیلئے پاکستان کے مسلمانوں نے جان کی بازی لگادی۔ جسٹس صاحب کو اس کے باوجود قصور سارا کا سارا مسلمانوں میں نظر آیا کہ یہ وہ داغ ہے جو ۵۳ء کے دوران جسٹس منیر نے پاکستان پر ایسا لگایا کہ تمام تر کوششوں کے باوجود آج تک دھویا نہیں جاسکا۔

(جاری ہے)

قسط نمبر۲

کیا صحافت قادیانیت نوازی کا نام ہے؟

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر صاحب جانتے ہوں گے کہ ان کے ممدوح کو جن جن صلحائے امت کے نام یاد تھے' اس نے ان میں سے ایک ایک کا نام لے کر ان کی تکفیر' تضلیل' تفسیق اور تحمیق کی ہے' اس نے اکابر امت کی پوستین دری' اور اولیائے امت کی خون آشامی میں کوئی تکلف محسوس نہیں کیا۔ اس نے علما صلحا کے سب و شتم کے موضوع پر مستقل تصانیف چھوڑی ہیں۔ اس نے پوری امت کو "حرامزادہ" کہا ہے۔ اس نے پوری ملت کو خنزیر' اور ملت کی ماؤں' بہنوں اور بیٹیوں کو (جن میں دوسرے مسلمانوں کی طرح میری اور جناب مدیر صاحب کی ماں' بہنیں اور بیٹیاں بھی شامل ہیں) کتیوں' اور کنجریوں کے لقب سے ملقب کیا ہے' میں موصوف کو خدا کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں' خدارا وہ بتلائیں کہ باایں ہمہ اوصاف وہ کب تک مرزا صاحب کو "سینے پر ہاتھ رکھ کر' ٹھنڈے دل کے ساتھ" سراہتے جائیں گے؟۔

بے نادیدنی رادیدہ ام من
مرا اے کاش کہ مادر نزادے

مرزا صاحب کے خرافات کی فہرست طویل الذیل ہے' میں یہ چند سطریں لکھ رہا ہوں' اور مرزا صاحب کی جرات علی اللہ' تعلی' بے حیائی اور بے ہودہ گوئی اور انبیا علیہم السلام' صحابہ کرام' علما امت کی مظلومیت کو نقل کرتے بھی قلم پر رعشہ طاری ہے۔ اس پر جب موصوف کا فقرہ تصور میں آتا ہے تو دل پارہ پارہ ہوا جاتا ہے۔

ہائے اللہ! پوری امت' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت' خیرامت' امت وسط کو پوری بے دردی کے ساتھ گمراہ' جہنمی' کافر' منافق' بے ایمان' حرامزادہ' خنزیر' کنجریوں کی اولاد کہا جائے' اور مدیر موصوف بضد ہوں کہ کہنے والا بہرحال غیر معمولی "عقل و علم کا شخص" ہے' اور "فہیم اور ذی ہوش" بھی۔

الیس منکم رجل رشید

وا اسفاہ! پوری امت کے علما' بدذات' یہودی خصلت' بے ایمان' نیم عیسائی' دجال کے ہمراہی' اسلام دشمن' شیطان' غول' گدھے' مشرک' بے حیا' بے شرم' وغیرہ وغیرہ الفاظ سے (معاذ اللہ' استغفراللہ) یاد کیے جائیں۔ اسی شاتم امت کو فہیم اور ذی ہوش لکھنے پر چند روشن خیالوں سے مرعوب ہو کر مدیر موصوف مجبور ہوں۔

یا للعجب! اسی مرزا کی "صدق" کے صفحات میں جناب مدیر صاحب کے قلم سے مدح سرائی کی جاتی ہے' [illegible] کے قلم نے انبیا کی عصمت میں شگاف ڈالا' امہات المومنین کی عفت پر سیاہی چھینکی' صحابہ کرامؓ کے مقام پر حملہ کیا۔ علما و صلحا کی دستار کو چھیڑا' اور پوری ملت' ملت اسلامیہ پر سنگ باری کی' کاش ان کا "شرح صدر" مرزا صاحب پر "ترس" کھانے اور ان کے انتصار کی بجائے' مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ' انبیا کرام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت پر ترس کھاتا' اور ان پر ظالم نے جو سوقیانہ حملے کیے' ان کا مقام موصوف واضح کرتے' چند گریجویٹوں سے مرعوب ہونے کی بجائے وہ اہل اللہ سے مرعوب ہوتے' لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوا۔ کاش وہ اب بھی غور فرمالیں کہ وہ کس سے توڑتے ہیں اور کس سے جوڑتے ہیں۔

بقول دشمن پیمان دوست بشکستی
ببیں ازکہ بریدی و باکہ پیوستی

پھر جس کی طفلی کا عالم اس "ہوش" میں گزرا کہ "روٹی پر راکھ" رکھ کر کھا جانے کا کوئی مضائقہ تھا' اس کی تمیز سے وہ قریب قریب سن شعور میں بھی عاجز تھا' جو بچپن میں نہیں' بلکہ بیوی کا شوہر' اولاد کا باپ' طائفہ کا امام' بزعم خویش وقت کا مجدد اور ایک امت کی اصلاح کا مدعی ہونے کے باوصف فرنگی پاپوش کے دائیں بائیں کی تمیز نہ کرپاتا ہو' اور دائیں بائیں جو علامت اس کی بیوی نے لگادی تھی' اس کے علی الرغم ان کو الٹا سیدھا پہننے پر وہ مجبور ہو۔ حیف ہے کہ ہمارے محترم مدیر موصوف کی بارگاہ سے اسی کو فہیم اور ذی ہوش کے خطاب سے نوازا جاتا ہے۔

جو بیچارہ اپنی افتاد طبع سے مجبور ہوکر "گڑکی ڈلیاں" اور بیماری کی لاچاری سے "مٹی کے ڈھیلے" ایک ہی جیب میں رکھنے کا عادی ہو' تعجب ہے کہ صدق جدید کی اصطلاح میں وہ غیر معمولی عقل کا شخص کہلاتا ہے۔

جس کی غفلت اسے گھڑی دیکھ کر وقت

دریافت کرنے سے عاجز کردے' بالا خر بندے گن گن کر اسے وقت کا حساب لگانا پڑے' غذیا مدیر صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ تھا بڑا ہوشمند' اور ذی عقل۔

ہسٹریا اور مراق جس کے اوپر کے دھڑ کو' اور ذیابیطس اس کے نیچے کے دھڑ کو لازم ہو' جس کے بے ہوشی کے دورے دائم اور طویل ہوں' جسے کثرت بول کی وجہ سے سو سو دفعہ یومیہ پیشاب خانے کا رخ کرنا پڑے' اور نماز اس سے قل ھو اللہ کے ساتھ بھی نہ پڑھی جاسکے' سوچا جاسکتا ہے کہ اس کے حواس کس قدر ٹھکانے ہوں گے' اور وہ فہم و ہوش کے کس بلند مرتبے پر فائز ہوگا۔

بہرحال مدیر موصوف کا یہ دعویٰ سراسر خلاف واقعہ ہے' اور وہ ایک شخص کی حمایت میں نادانستہ بہت سے صلحاء سے عناد اور ضد کی روش اختیار کئے ہوئے ہیں۔

موصوف کا دعویٰ ہے "نبوت کا دعویٰ متعارف اور مصطلح معنی میں یقین نہیں آتا کہ کوئی بھی معمولی عقل و علم کا شخص زبان پر لاسکتا ہے۔" بار بار سوچتا ہوں کہ موصوف ایسا ذی علم اس یقین سے کیوں خالی ہے؟ تاریخ کا ابجد خواں بھی واقف ہے کہ ہر قرن اور صدی میں ایسے دجال اور مفتری ظاہر ہوتے رہے ہیں' جنہوں نے نبوت کے دعاوی سے اسلام کی بنیادوں کو صدمہ پہنچانے کی کوشش کی۔

سب جانتے ہیں کہ دعویٰ نبوت کا فتنہ اسلام کے خلاف سب سے پہلا فتنہ ہے' جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ظاہر ہوا۔ کیا کسی کے بس میں ہے کہ وہ اسود عنسی' **مسیلمہ** کذاب اور طلیحہ اسدی کے ناموں کو حدیث اور تفسیر کی کتابوں سے کھرچ دے؟ کیا محترم مدیر صاحب ان متنبیان کذابین کے دعویٰ نبوت میں تاویل کی ہمت کریں گے؟

اب سمجھ میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور میں...... بعض کور بختوں نے جو دعویٰ نبوت کیا' اس میں تکوینی حکمت کیا تھی' گویا خاتم النبیین کی تفسیر جیسے قولاً" کھول کھول کر بیان کی گئی تھی' عملاً" بھی اس کو واضح کردیا گیا' بتلادیا گیا کہ آپؐ کی تشریف آوری کے بعد دعویٰ نبوت زبان پر لانے والے کس سلوک کے مستحق ہیں' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے' تاکہ امت اس فتنہ کا شکار نہ ہوسکے۔ صدق اللہ **یھلک من ھلک عن بینۃ ویحییٰ من حی عن بینۃ**

مسیلمہ اور اسود کے ساتھ جو معاملہ بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کیا گیا جب اس "اسوہ حسنہ" کے باوجود گمراہ کرنے والے بدبخت گمراہ کرنے میں کامیاب ہورہے ہیں' تو خیر القرون کی یہ مثال لوگوں کی نظروں سے اگر اوجھل ہوتی تو نہیں کہا جاسکتا کہ امت کو کن کن فتنوں میں مبتلا ہوجاتی۔

بہرحال موصوف کو یقین دلا دینا تو خدا ہی کے قبضہ میں ہے' لیکن کم از کم وہ اس بے یقینی کی وجہ بتلائیں؟ کیا موصوف نہیں جانتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب سے پہلا لشکر مدعی نبوت کو تہ تیغ کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا' دور صدیقؓ کا سب سے پہلا عظیم الشان کارنامہ یہی تھا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت رکھنے والے گروہ کی سرکوبی فرمائی' اور اس مہم میں اس رواداری اور ڈپلومیسی سے کام نہیں لیا' جس کا موصوف چند روشن خیالوں سے دب کر علما کو مشورہ دیتے ہیں' بلکہ ایک ہزار اسی صحابہؓ کو شہید کرادیا' جن میں کثرت قرّاء قرآن کی تھی۔

اور خلافت صدیقی میں' سب سے پہلے جو خوشخبری حضرت صدیق رضی اللہ کو ملی وہ دعویٰ نبوت زبان پر لانے والے کے قتل کی تھی۔

ضروری ہے کہ آگے بڑھنے سے پہلے مدیر محترم سے اس دشواری کے حل کی درخواست کرلی جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی یہ تحقیق **مسیلمہ** کذاب اور اسود عنسی سے فرمائی تھی کہ وہ نبوت **بالمعنی المتبادر** کے مدعی ہیں' یا "لفظ نبوت کا استعمال انہوں نے اپنے تراشیدہ معنی میں کیا ہے"؟ یا یہ قانونی نکتہ موصوف کو ان کے حیدر آبادی دوست کی جانب سے تلقین ہوا ہے۔

حیرت ہے کہ مدیر صاحب علم و فضل' قرآن کے مفسر' اسلامی موضوعات پر درجنوں کتابوں کے مصنف ہوکر یہ یقین نہیں کرپاتے کہ آسمان کے نیچے اور زمین کی سطح پر ایسے ائمہ تلبیس بھی ہوئے ہیں' جن کے دعویٰ نبوت نے ہزاروں بندگان خدا کو مبتلائے فتنہ کیا' گویا واقعہ کی واقعیت خود ان کے یقین کے تابع ہے' اگر کسی بدقسمت واقعہ کا ان کو یقین آئے تو وہ واقعہ ہی نہیں اور اسکی واقعیت ان کے زور قلم کے سامنے دم مارنے کی مجال نہیں رکھتی۔

قرآن کی آیت ختم نبوت (وخاتم النبیین) کی تفسیر لکھتے وقت کتب تفسیر میں مدیر محترم کی نظر سے یہ حدیث گزری ہوگی **"عن ثوبان (مرفوعا) سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی' وانا خاتم النبیین لانبی بعدی"** (رواہ الترمذی وصححہ)

"وعن ابی ہریرۃؓ (مرفوعا) لاتقوم الساعۃ حتی ینبعث کذابون دجالون قریب من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ" (رواہ الترمذی وقال حسن صحیح)

اس حدیث میں دعویٰ نبوت و رسالت زبان پر لانے والوں کی خبر جو تاکید کے ساتھ سنائی گئی ہے' کیا ان کے نزدیک یہ کسی واقعہ کی خبر نہیں؟ اس حکایت کے محکی عنہ پر ان کو

"یقین" کیوں نہیں آتا؟ اور کیا اس حدیث پاک میں بھی نبوت اور رسالت کے کوئی دوسرے معنی ہیں؟ جن کے مدعی کے مقابلہ میں حسب ارشاد مدیر موصوف "انسان بے بس سہی۔

بہر حال موصوف کو یقین آئے یا نہ آئے' لیکن اہل فہم پر واضح ہو گیا ہو گا کہ موصوف کا یہ دعویٰ سراسر خلاف واقعہ ہے۔

۳۔ کاش موصوف سے دریافت کیا جاسکتا کہ کس دلیل عقلی یا شرعی کی بنیاد پر ان کو قطعی واقعات سے انکار ہے' جب اسی زمین پر رینگنے والے "الانسان" کو "انا ربکم الاعلیٰ" کا غلغلہ بلند کرتے ہوئے سنا گیا' "انا احیی وامیت" کا ادعاء کرتے ہوئے پایا گیا "ام انا خیر من ھذا الذی ھو مھین" کا نعرہ لگاتے ہوئے دیکھا گیا' کہنے والوں نے جب "ان اللہ ثالث ثلاثہ' ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء' ید اللہ مغلولہ' اتخذ اللہ ولدا" تک کہہ ڈالا' تو آخر موصوف کیوں یقین نہیں کرتے کہ بدنصیبوں کی ایک ٹولی "انا نبی' انا رسول اللہ" کا جھوٹا دعویٰ بھی زبان پر لاسکتی ہے؟ جبکہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر بھی دی ہے۔

موصوف نے خواہ مخواہ پہلے یہ نظریہ گھڑلیا کہ دعوائے نبوت کسی عقل و علم کے شخص کی طرف سے کیا ہی نہیں جاسکتا' لیکن ان کا یہ مفروضہ جب واقعات پر منطبق نہیں ہوتا' تو تمام متنبیان کذاب کی جانب سے موصوف تاویل کرکر کے اپنے مفروضہ کو صحیح کرنے کی کوشش کرتے ہیں (ملاحظہ ہوں مدیر موصوف کے حواشی تفسیر یہ متعلقہ آیت خاتم النبیین)۔ کاش موصوف اس مشکل کام کی بجائے غلط نظریہ ہی قائم نہ فرماتے' یا اگر ان سے یہ غلطی ہو گئی تو رجوع فرمالیتے۔ آخر غلط بات سے رجوع کرلینے میں عار کیا ہے؟ غلطی پر متنبہ ہو جانا' اور اس سے رجوع کرلینا عیب نہیں' بلکہ کمال ہے۔

میں نے ثقات بزرگوں سے سنا ہے کہ حبر الاسلام' حافظ العصر' السید الامام مولانا انور شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے "مولوی صاحب! بعض مسائل میں ہم پندرہ سال تک غلطی پر رہتے' بالآخر اساتذہ کی تنبیہ سے متنبہ ہوا۔" لیکن یہ جگر اور حوصلہ ہر ایک کو نصیب نہیں۔ کل الناس افقہ من عمر حتی النساء کا اعلان حضرت فاروقؓ ہی کی ہمت تھی باوجودیکہ وہ غلطی پر بھی نہ تھے۔

بہر کیف موصوف کا یہ دعویٰ واقعہ کے قطعاً "خلاف ہے' بہت بہتر ہو گا کہ موصوف مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا صاحب تک کے دعووں میں تاویل کا طویل راستہ اختیار کرنے کی بجائے خود اپنے نظریہ میں غور و فکر اور نظرثانی کا راستہ اختیار کرلیں۔

○

بقیہ : آزادی کے پچاس سال اور ہماری ذمہ داریاں

کے لئے قائم ہونے والی مملکت خداداد کے ارباب اختیار گستاخان رسول کو اعزاز و اکرام کے ساتھ بیرون ملک روانہ کرکے عذاب الٰہی کو دعوت دیتے ہیں۔

پاکستان جیسے ملک میں مرزا غلام احمد قادیانی کی طرز پر جھوٹی نبوت کے مدعی یوسف کذاب کو تاحال زندہ رکھ کر ۱۳ کروڑ مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلنے کا کوئی جواز ہے؟ چاہئے تو یہ تھا کہ ثبوت فراہم ہونے کے بعد فوراً ایسے بدبخت کو عبرتناک سزا دی جاتی تاکہ آئندہ کسی کو اس قسم کی جرات نہ ہو۔ آخر تاحال اس بدبخت کے تعفن سے زمین کو پاک کیوں نہیں کیا گیا؟

ملک عزیز پاکستان کی حصول آزادی کے پچاس سال پورے ہونے پر "گولڈن جوبلی" منائی گئی' ریڈیو' ٹی وی کے ذریعے ناچ گانے سنا دکھا کر خدا کے غضب کو دعوت دی گئی۔ بڑے بڑے فائیو اسٹار ہوٹلوں میں رقص و سرور کی محفلیں منعقد کی گئیں۔ پوری قوم نے پچاس سالوں میں اتنی فضول خرچی نہیں کی ہو گی جتنی "گولڈن جوبلی" کے حوالے سے کی' کیا ان اللوں تللوں سے "حصول آزادی اور قیام پاکستان" کے تقاضے پورے کئے گئے؟ عقل و دانش کا تقاضا یہ تھا کہ پوری قوم پچاس سال میں کئے گئے گناہوں کی اللہ رب العزت سے معافی مانگتی' اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں پر ندامت کے آنسو بہاتی' حقیقی معنوں میں امت مسلمہ بننے کا عہد کرتی' رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے اور دارین کی فوز و فلاح کو سمیٹنے کا عہد کرتی لیکن افسوس کہ اس کے برعکس کیا گیا۔

اب بھی وقت ہے' آیئے اللہ رب العزت سے اپنی بد کرداریوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگ کر حضور سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر دونوں جہاں کی کامیابیوں کو سمیٹنے کا پختہ عہد کرلیں۔ اب بھی اگر ہم نظریہ پاکستان کو نظر انداز کرنے کی اپنی روش سے باز نہ آئے اور صدق دل سے بارگاہ رب العزت میں معافی مانگ کر اپنے آپ کو سدھارنے کا عہد نہیں کیا تو پھر خدا کی پکڑ بڑی سخت ہے بقول شیخ سعدیؒ۔

مشو مغرور بر حلم خدا
دیر گیرد سخت گیرد مرترا

○

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۰ اگست ۹۷ء کو مرکزی جامع مسجد برمنگھم میں منعقدہ بارھویں سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس کی منظور کردہ قراردادیں

(۱) فدایان ختم نبوت کا یہ عظیم اجتماع دنیا کے مختلف حصوں میں منکرین ختم نبوت کی گمراہ کن سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور عالم اسلام کے رہنماؤں کو اس طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہے کہ برصغیر پاک و ہند کے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کے ساتھ ساتھ ایران کے مدعی نبوت مرزا بہاء اللہ شیرازی اور امریکہ کے مدعی نبوت ایلجاہ محمد کے پیروکاروں کی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع ہوتا جارہا ہے اور انہیں ملت اسلامیہ میں فکری انتشار کی خواہشمند عالمی قوتوں کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے' یہ اجتماع سمجھتا ہے کہ اس صورت حال کا نوٹس لینا اور منکرین ختم نبوت کی سرگرمیوں کا سدباب کرکے ملت اسلامیہ کی فکری وحدت کا تحفظ کرنا بنیادی طور پر تمام مسلم حکومتوں کی ذمہ داری ہے اور اسلامی سربراہ کانفرنس کی تنظیم کو اس سلسلہ میں اپنا کردار ادا کرنے کی طرف فوری توجہ دینی چاہئے' یہ اجتماع مسلم امہ کی عالمی تنظیموں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اسلامی سربراہ کانفرنس کے سیکرٹریٹ کو متوجہ کرنے کے ساتھ ساتھ تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ہاتھ بٹائیں اور باہمی رابطہ و مشاورت کے ساتھ ملت اسلامیہ کے عقائد اور فکری وحدت کے تحفظ کا اہتمام کریں۔

(۲) یہ اجتماع دنیا بھر کی مسلم حکومتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے ممالک میں کفر و ظلم کے نظاموں کے خاتمہ اور اسلام کے عادلانہ نظام کے مکمل نفاذ کا اہتمام کریں اور استعماری قوتوں کی سیاسی' معاشی' معاشرتی اور تہذیبی بالادستی سے ملت اسلامیہ کو نجات دلانے کے لئے مشترکہ اقدامات کریں نیز عالم اسلام کی حقیقی سیاسی وحدت عسکری و معاشی خود کفالت اور جدید ترین ٹیکنالوجی کے حصول کے لئے مشترکہ اور جراتمندانہ پیش رفت کریں' یہ اجتماع مسلم حکمرانوں کو یقین دلاتا ہے کہ اگر وہ مرعوب ذہنیت اور معذرت خواہانہ طرز عمل ترک کرکے مغرب کی جارحانہ بالادستی کے خلاف جرات و استقامت کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں تو دنیا کی سوا ارب کے لگ بھگ مسلم آبادی کی پرجوش حمایت ان کی پشت پر ہوگی اور عالم اسلام ایک نئے جوش و ولولہ کے ساتھ بین الاقوامی برادری میں اپنا صحیح اور جائز مقام حاصل کرسکے گا۔

مولانا مفتی محمد جمیل خان

(۳) یہ اجتماع اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے آئینی فیصلے' توہین رسالت پر موت کی سزا کے قانون اور جرائم کی شرعی سزاؤں کے نفاذ کے بارے میں امریکی وزارت خارجہ کی سالانہ رپورٹ' ایمنسٹی انٹرنیشنل کی سالانہ رپورٹ اور دیگر مغربی حکومتوں اور اداروں کی رپورٹوں کو ملت اسلامیہ کے مذہبی معاملات میں مداخلت قرار دیتے ہوئے مسترد کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان بالعموم اور اسلامیان پاکستان بالخصوص اپنے دینی عقائد اور اسلامی احکام و قوانین کے بارے میں کسی قسم کی مداخلت اور بیرونی ہدایات کو برداشت نہیں کریں گے' یہ اجتماع امریکہ اور دیگر مغربی اداروں اور حکومتوں پر واضح کردینا چاہتا ہے کہ پاکستان میں ان قوانین کا نفاذ ملت اسلامیہ کی خواہشات و جذبات کے مطابق منتخب پارلیمنٹ نے کیا ہے اور انہیں ملک کی آبادی کی غالب اکثریت کی مکمل حمایت حاصل ہے اس لئے ان قوانین کی مخالفت ان جمہوری اقدار کی بھی نفی اور توہین کا جن کی مغربی ممالک اور ادارے مسلسل پرچار کرتے رہتے ہیں' یہ اجتماع مغربی حکومتوں اور اداروں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے دینی معاملات میں مداخلت کی ناقابل برداشت روش ترک کرکے مسلمانوں کے درمیان نفرت اور کشیدگی میں مسلسل اضافہ کرتا رہا تو اس کے تمام تر نتائج کی ذمہ داری اس طرز عمل کے ذمہ دار ناعاقبت اندیش مغربی دانشوروں پر ہوگی۔

(۴) یہ اجتماع رائے' مذہب' جنس' معیشت اور کلچر کے حوالہ سے متعلق اور مادر پدر آزادی کے مغربی فلسفہ کو اسلام کے بنیادی عقائد و احکام

سے متصادم قرار دیتے ہوئے مسترد کرتا ہے اور عقیدہ' نظام زندگی اور کلچر کے بارے میں قرآن و سنت کی ہدایات کے ساتھ لازوال وابستگی کا اعلان کرتے ہوئے دنیا بھر کی اقوام کو دعوت دیتا ہے کہ وہ انسانوں کے خود ساختہ نظاموں کے ذریعے انسانی سوسائٹی کو تباہی کی آخری منزل تک پہنچانے کی بجائے آسمانی تعلیمات اور خدائی احکام کی طرف رجوع کریں جو آج صرف اسلام کی صورت میں دنیا کے پاس موجود و محفوظ ہیں' یہ اجتماع اس ایمان اور یقین کا اظہار کرتا ہے کہ انسانی سوسائٹی کی تمام تر مشکلات و مسائل کا حل صرف اور صرف اسلام کے پاس ہے اس لئے یہ اجتماع دنیا بھر کی اسلامی تحریکات کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے ان سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اسلام کی دعوت و تبلیغ اور مسلم ممالک میں اسلام کے غلبہ و نفاذ کے لئے اپنی منتشر قوتوں کو یکجا کرتے ہوئے باہمی رابطہ و مشاورت کے ساتھ مشترکہ جدوجہد کا اہتمام کریں۔

(۵) یہ اجتماع اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قادیانیوں کو اسلام کا نام اور اصطلاحات کے استعمال سے روکنے کے قانون اور توہین رسالتؐ پر موت کی سزا کے قانون پر عملدرآمد کی صورت حال قطعی طور پر غیر تسلی بخش قرار دیتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ حکومت پاکستان اس حوالہ سے امریکہ اور دیگر مغربی قوتوں کے دباؤ کا جرات کے ساتھ سامنا کرنے کی بجائے انہیں خوش رکھنے کی کوشش کررہی ہے اور ملکی انتظامیہ کو ان قوانین پر عمل نہ کرنے کی خفیہ ہدایات جاری کی جاچکی ہیں' یہ اجتماع واضح کردینا چاہتا ہے کہ اسلامیان پاکستان اس صورتحال کو کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے اس لئے حکومت اپنے طرز عمل پر نظرثانی کرکے ان قوانین پر موثر عملدرآمد کے سلسلہ میں دینی حلقوں کو اعتماد میں لے۔

(۶) یہ اجتماع پاکستان میں بڑھتی ہوئی فرقہ وارانہ دہشت گردی اور سنی شیعہ تصادم کی موجودہ افسوسناک صورتحال کو قادیانیوں اور دیگر اسلام دشمن قوتوں کی مسلسل سازش کا نتیجہ سمجھتا ہے جسے بیرونی ایجنسیوں کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے اور جس کا مقصد مذہبی قوتوں کو اس حد تک کمزور کردینا ہے کہ وہ مسلمانوں کے عقائد و کلچر کے بارے میں مغربی یلغار کے خلاف مسلمانوں کی موثر قیادت کے قابل نہ رہیں' یہ اجتماع دونوں فریقوں کے سنجیدہ اور ذمہ دار راہنماؤں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس خوفناک سازش کو سمجھیں اور آگے بڑھ کر قوم کو اس قتل و غارت سے نجات دلانے کے لئے کردار ادا کریں' یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ دہشت گردی اور فرقہ وارانہ تصادم کی روک تھام کے لئے تمام مذہبی مکاتب فکر کے رہنماؤں کو اعتماد میں لے کر ٹھوس اور فوری اقدامات کئے جائیں۔

(۷) یہ اجتماع برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش کے دینی مدارس و مراکز کے خلاف مغربی ذرائع ابلاغ کے کردار کشی پروپیگنڈہ کی مذمت کرتا ہے جس کا مقصد ان مدارس و مراکز کو بدنام کرکے انہیں ان کے معاشرتی کردار سے محروم کرنا ہے' یہ اجتماع سمجھتا ہے کہ ان مدارس و مراکز کے دور غلامی میں ہمارے دینی علوم اور کلچر کی حفاظت کا ناقابل فراموش کردار ادا کیا ہے اور آج بھی مغرب کی ثقافتی اور نظریاتی یلغار کے مقابلہ میں یہی دینی مدارس و مراکز مسلمانوں کے مضبوط قلعے اور مورچے ہیں' اس لئے ان مدارس و مراکز کی آزادی اور خودمختاری کا تحفظ مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری ہے اور غیرت مند مسلمان اپنی اس ذمہ داری کو پوری جرات و استقلال کے ساتھ ادا کرتے رہیں گے (انشاء اللہ)

••

نعت سرور کونین

رچ بس گئی ہے جس میں محبت حضورؐ کی
اس دل سے پوچھئے ذرا عظمت حضورؐ کی
ملتا نہیں ہے اس کو زمانے میں کوئی غم
جس کو سنبھال لیتی ہے شفقت حضورؐ کی
بندوں کو جس نے دی ہیں خدا کی عنایتیں
ہے کتنی بے مثال سخاوت' حضورؐ کی
دنیا میں کفر و شرک کے ایوان گر پڑے
آخر میں کام آئی ہے امت حضورؐ کی
بے حد گناہ گار ہوں لیکن یہ آس ہے
محشر میں کام آئے گی رحمت حضورؐ کی

وقار احمد آس

فیاض سجاد......کوئٹہ

قادیانی مردم شماری میں حصہ کیوں نہیں لیتے؟

ملک میں مجوزہ مردم شماری میں قادیانیوں نے اجتماعی طور پر حصہ نہ لینے کا فیصلہ کیا ہے اس فیصلہ کا مقصد اپنی صحیح تعداد سے اہل پاکستان بلکہ پوری دنیا کو لاعلم رکھنا ہے کیونکہ اگر مردم شماری میں قادیانی ہونے کی حیثیت اپنے کوائف کا اندراج کراتے ہیں تو ان کے جھوٹے دعوؤں کی قلعی کھل جائے گی کہ وہ پاکستان کی آبادی کا بڑا حصہ ہیں قادیانیوں کے پیشواء مرزا طاہر احمد نے اس ضمن میں پاکستان کے قادیانیوں کو ہدایت کی ہے کہ تمام قادیانیوں کو آگاہ کردیا جائے کہ مردم شماری میں اپنے کوائف درج کرائیں اس سے پہلے انہوں نے اس نظریئے کے تحت انتخابی فہرستوں میں نام درج نہیں کرائے بلکہ ہر جگہ وہ ڈیکلریشن فارم میں خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں قادیانی گنتی میں ہمیشہ دھوکہ دیتے ہیں قادیانیوں کے پیشواء مرزا غلام احمد قادیانی ابتدائی دور میں بحیثیت مبلغ اسلام ہونے کا اعلان کیا اور ۵۰ کتابیں شائع کرنے کے لئے چندہ جمع کیا اور صرف ۵ کتابیں شائع کیں جب لوگوں نے مزید کتابیں نہ ملنے پر اپنی رقم کا مطالبہ کیا تو مرزا قادیانی نے کہا کہ پانچ کے آگے صفر لگائیں پچاس بن گئے صرف صفر کا فرق ہے' قادیانیوں کا گنتی کے بارے میں دھوکہ اپنے جھوٹے نبی کی سنت ہے قادیانیوں کی تعداد کے بارے میں نیشنل اسمبلی کی رپورٹ قارئین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے جو قومی اسمبلی کی ۵ اگست ۱۹۷۴ء کی کارروائی:

نیشنل اسمبلی آف پاکستان کے پورے ایوان اسپیشل کمیٹی کی کارروائی بروز پیر ۵ اگست ۱۹۷۴ء اسمبلی کے چیمبر اسٹیٹ بینک بلڈنگ اسلام آباد میں صبح دس بجے وقوع پذیر ہوئی نیشنل اسمبلی کے صاحبزادہ فاروق علی خان بحیثیت چیئرمین تھے تلاوت قرآن مجید کے بعد وفد کو بلایا گیا

مرزا ناصر پر جرح شروع ہوئی

مرزا ناصر احمد: میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر جو کچھ کہوں گا ایمان سے سچ کہوں گا۔

اٹارنی جنرل: آپ اپنے خاندان کی بیک گراؤنڈ کی تفصیلات ارشاد فرمائیں؟

مرزا ناصر: اس کے متعلق میں درخواست گزار ہوں کہ مجھے وقت دیا جائے کہ میں کل لکھا ہوا آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔

اٹارنی جنرل: ٹھیک ہے لیکن کیا آپ مرزا قادیانی کے پوتے ہیں؟

مرزا ناصر احمد: جی ہاں بیٹے کا بیٹا ہوں۔

اٹارنی جنرل: اپنا تعارف کراویں؟

مرزا ناصر احمد: میں نے سنا ہے کہ میں ۱۶ نومبر ۱۹۰۹ء کو پیدا ہوا تھا۔

مرزا ناصر احمد: ۱۶ نومبر ۱۹۰۹ کی میری پیدائش ہے میرا خیال ہے کہ میٹرک کے ریکارڈ میں تھوڑے دنوں کا کچھ فرق ہے ۱۹۳۱ء میں میٹرک کیا۔

اٹارنی جنرل: اب آپ مرزا قادیانی کے جانشین ہیں؟

مرزا ناصر احمد: جی ہاں

اٹارنی جنرل: امام خلیفۃ المسلمین' خلیفۃ المسیح المومنین یہ سب آنجناب کے مراتب ہیں؟

مرزا ناصر: مختلف لوگ آتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں اصل میں خلیفۃ المسیح الثالث یعنی مسیح موعود کا تیسرا خلیفہ

اٹارنی جنرل: کیا مختلف لوگ تینوں عہدے علیحدہ علیحدہ سنبھال سکتے ہیں؟

مرزا ناصر: جی نہیں ایک شخص تینوں عہدے سنبھالتا ہے

اٹارنی جنرل: جماعت احمدیہ (قادیانیوں) سے آپ کی کیا مراد ہے؟

مرزا ناصر: احمدیہ جماعت کے افراد جنہوں نے خلافت ثلاثہ کی بیعت کی ہے ایسے بھی (قادیانی) احمدی ہوں گے جو بیعت نہیں کرتے لیکن ہم ان کو شامل نہیں سمجھتے نہ وہ جماعت احمدیہ (قادیانی) ہے۔

اٹارنی جنرل: بیعت نہ کرنے والوں سے مراد آپ کی لاہوری گروپ ہے؟

مرزا ناصر: جی ہاں لیکن وہ ہم میں شامل نہیں ہیں۔

اٹارنی جنرل: گویا وہ احمدیہ (قادیانی) جماعت کے ممبران نہیں ہیں؟

مرزا ناصر: ہاں جماعت احمدیہ (قادیانی) یہ جسے بعض لوگ مبایعین کہہ دیتے ہیں۔

اٹارنی جنرل: آپ کو جماعت کی باڈی کے وہ افراد جو امام یا خلیفہ کو منتخب کرتے ہیں ان کی کل تعداد؟

مرزا ناصر: صحیح تعداد کا علم نہیں ہے اس میں مختلف گروپس ہوتے ہیں جماعت کی تنظیم کے عہدیداروں ایک وہ جو واقفین زندگی میں

ضلعی عہدیدار یا مرزا صاحب کے عہد میں جو جماعت احمدیہ یا سلسلہ احمدیہ (قادیانیوں) میں داخل ہوئے تھے اور اس وقت زندہ ہیں وہ سب اس کے مستقل ممبران ہیں' اخبار الفضل میں اس پر ایک مضمون ہے وہ میں آپ کو بھیج دوں گا۔

اٹارنی جنرل: شکریہ لیکن پوری جماعت کے صرف یہ افراد الیکشن میں ووٹ دے سکتے ہیں؟

مرزا ناصر: نہیں لائل پور میں ہماری سو سے اوپر جماعتیں ہیں ان کا ایک امیر ہے وہ ضلع کا نمائندہ ہوا ناں

اٹارنی جنرل: لیکن مرزا کے زمانے کے لوگ؟

مرزا ناصر: بانی سلسلہ کے وقت میں بیعت کرنے والوں کی قربانیوں اور احترام کہ وہ بزرگ ہیں وہ ایکٹنڈ نہیں لیکن پرانے آرہے ہیں۔

اٹارنی جنرل: کیا اس مجلس انتخاب میں مرزا قادیانی کی فیملی کے تمام لوگ بھی بغیر کسی استحقاق کے ممبر ہیں یا ان کا یہ استحقاق ہے کہ وہ مرزا کی فیملی کے ہیں؟

مرزا ناصر: فیملی کے معنی لوگ نہیں سمجھے ہیں میں کمزور انسان ہوں امید کرتا ہوں کہ اس قابل ہوجاؤں کہ آپ کو سمجھا سکوں فیملی سے مراد تین بیٹے تھے وہ تینوں وفات پاگئے۔

اٹارنی جنرل: اب ان کے بیٹوں کے بیٹے تو یہ اچھا اصول ہوا اگر بیٹے نہیں تو پھر ان کے بیٹے تو آسکتے ہیں؟

مرزا ناصر: نہ نہ کوئی نہیں ویسے وہ شامل ہوں تو استحقاق دیکھئے نا آخر فیملی سے مراد صرف تین بیٹے جو تھا کوئی نہیں

اٹارنی جنرل: آپ کے انتخاب کے وقت کوئی نام بھی پیش ہوا؟

مرزا ناصر: ہمارے ہاں کوئی ایسا طریقہ نہیں اس لئے کوئی اپنا نام پیش نہیں کرسکتا۔

اٹارنی جنرل: کسی نے اور نام پیش کیا؟

مرزا ناصر: ہاں دو اور نام پیش ہوئے اور دونوں میرے خاندان کے تھے اور مجھے منتخب کرلیا گیا تو دوسرے نے میری بیعت کرلی۔

اٹارنی جنرل: آپ کے ہاں خلیفہ کا تصور کیا ہے؟

مرزا ناصر: ہمارا ایمان ہے کہ خلیفہ خدا منتخب کرتا ہے ووٹ یہ دیتے ہیں لیکن مرضی خدا کی کام کررہی ہے ان کے دماغوں پر اللہ تعالیٰ کا تصرف ہوتا ہے اور جس کو چاہتا ہے وہی ہوسکتا ہے اس انتخاب میں اللہ تعالیٰ کا مخفی ارادہ کام کررہا ہوتا ہے منتخب ہونے کے بعد اس پر دوٹوں سے عدم اعتماد نہیں کیا جاسکتا خدا جب چاہے اسے موت دے دے۔

اٹارنی جنرل: خلیفہ کے فیصلہ کی کیا پوزیشن ہے؟

مرزا ناصر: خلیفہ کا حکم قابل اطاعت ہے لیکن مشاورت کرتا ہوں کثرت رائے سے جو فیصلہ ہو میں اتفاق کرتا ہوں۔

اٹارنی جنرل: خلیفہ وقت مشاورت کی رائے کو رد بھی کرسکتا ہے؟

مرزا ناصر: جی بالکل

اٹارنی جنرل: آپ کو معزول کیا جاسکتا ہے؟

مرزا ناصر: سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

اٹارنی جنرل: آپ جب خلیفۃ المسیح الثالث ہیں' تو آپ کو امیر المومنین کیوں کہتے ہیں؟

مرزا ناصر: باہر کی جماعتوں کی زبان پر یہ لفظ نہیں چڑھتا اس لئے وہ کچھ کہہ دیتے ہیں لیکن آفیشل خلیفہ ہے۔

اٹارنی جنرل: اور امام جماعت؟

مرزا ناصر: خلیفۃ المسیح کا معنی امام جماعت ہے۔

اٹارنی جنرل: جماعت سے مراد احمدیہ (قادیانیہ) ہے تو کیا دوسرے لوگ مومن نہیں؟

مرزا ناصر: میں کہہ گیا سمجھو امیر المومنین ان لوگوں کا امیر جو اس شخص کے دعویٰ کو قبول کرتے ہیں جس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا وہ مومن ہیں۔

اٹارنی جنرل: یعنی امیر جماعت احمدیہ؟

مرزا ناصر: جی یہ قریب ہے اور کوئی مطلب نہیں۔

اٹارنی جنرل: جو جماعت میں نہیں وہ مومن؟

مرزا ناصر: یہ لمبی بحث ہے۔

اٹارنی جنرل: آپ کی تعداد کتنی ہے؟

مرزا ناصر: ہم ریکارڈ نہیں رکھتے۔

اٹارنی جنرل: آپ کی تبلیغ کا کام پاکستان یا انڈیا میں ہے یا باہر بھی؟

مرزا ناصر: ہم ہر جگہ پیار و محبت کا پیغام دیتے ہیں۔

اٹارنی جنرل: باہر آپ کے پیار و محبت کو جس نے قبول کیا وہ کتنے ہیں؟

مرزا ناصر: تعداد کا ریکارڈ نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: جو شامل ہوا اسے کوئی فارم دیتے ہیں؟

مرزا ناصر: جی بیعت کا فارم۔

اٹارنی جنرل: ان کی تعداد؟

مرزا ناصر: ریکارڈ نہیں ہے

اٹارنی جنرل: پچھلے بیس سالوں میں کتنے احمدی (قادیانی) ہوئے؟

مرزا ناصر: ریکارڈ نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: جو آپ کے ممبر بنے اس کا ریکارڈ نہیں؟

مرزا ناصر: نہیں رکھتے ریکارڈ۔

اٹارنی جنرل: کوئی رجسٹر بھی؟

مرزا ناصر: میرے علم میں نہیں ہے' بیعت فارم کو شمار کرتے ہیں یہ بھی میرے علم میں

نہیں۔

اٹارنی جنرل: آپ نے کبھی سیاست؟

مرزا ناصر: قطعاً" نہیں ہم نے یہ سوچا بھی نہیں۔

اٹارنی جنرل: کبھی آپ کا ممبر الیکشن میں؟

مرزا ناصر: بالکل نہیں یہ سوچا بھی نہیں جماعتی حیثیت سے نہ اس ملک میں نہ دنیا کے کسی ملک میں کسی کو کھڑا نہیں کیا۔

اٹارنی جنرل: کیا خلیفہ اسلام میں ہیڈ آف دی اسٹیٹ نہیں ہوتا؟

مرزا ناصر: حضور علیہ السلام اور آپ کے خلفاء تو دینی و دنیوی دونوں سے تھے یہ ٹھیک ہے دنیوی دینی اور روحانی دونوں امامت اللہ میں جمع تھی مگر مرزا صاحب کے آنے کے بعد اب ان کے خلفاء میں روحانی امامت ہے اور یہ ہمارا بنیادی عقیدہ ہے۔

اٹارنی جنرل: خلیفہ پریذیڈنٹ یا پرائم منسٹر بھی نہیں ہوسکتا؟

مرزا ناصر: نہیں کچھ بھی نہیں ہمیں سیاست سے دلچسپی ہی نہیں۔

اٹارنی جنرل: اچھا اگر خلیفہ اور صدر مملکت کا کسی بات میں اختلاف ہوجائے تو آپ کے ممبران جماعت.....؟

مرزا ناصر: یہ ایک سوال آگیا ہے کہ قانون وقت اور عقیدہ متصادم ہوجائے تو پھر کیا راستہ اختیار کرنا چاہئے دیکھئے دنیا میں ہم ایک کروڑ ہیں اور پاکستان میں پینتیس سے چالیس لاکھ۔

اٹارنی جنرل: مرزا قادیانی کے انتقال کے وقت آپ لوگوں کی تعداد کیا تھی؟

مرزا ناصر: چند ہزار ہوں گے (اپنے ساتھیوں سے پوچھنے کے بعد) چار لاکھ کے قریب تھے اس وقت اندازہ ہے۔

اٹارنی جنرل: ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں تعداد کتنی تھی؟

مرزا ناصر: معلوم نہیں۔

اٹارنی جنرل: گڑ بڑ ہو رہی ہے ۱۹۰۸ء میں مرزا غلام احمد کے انتقال کے وقت آپ کی تعداد انیس ہزار تھی؟

مرزا ناصر: مردم شماری میں

اٹارنی جنرل: یہ ایک دستاویز ہے جو برطانیہ کے فارن آفس نے ۱۹۲۰ء میں شائع کی تھی اپنے دفاتر کی پختہ معلومات کے لئے......؟

مرزا ناصر: یہ ان کی اپنی روایت ہے۔

اٹارنی جنرل: برٹش گورنمنٹ کی رپورٹ ہے بہر حال ان کا سرٹیفکیٹ ہے کہ اس وقت اس فرقہ کی تعداد انیس ہزار سے زیادہ نہ تھی اور پھر وہ دو دھڑوں میں تقسیم ہوگئی اور نفری تنزل پذیر تھی (مرزا ناصر کے مطابق تعداد چار لاکھ گورنمنٹ برطانیہ کے نزدیک انیس ہزار ہیں تفاوت.....مرتب)

مرزا ناصر: گورنمنٹ برطانیہ کی اطلاع غلط ہوگئی

اٹارنی جنرل: مرزا محمود نے احمدیت اور اسلام جو ۱۹۵۹ء میں ہوئی جس میں لکھا ہے کہ ۱۹۰۸ء میں غلام احمد کے پیرو لاکھوں کی تعداد میں گنے جاسکتے تھے؟

مرزا ناصر: میں نے کہا کہ چار لاکھ۔

اٹارنی جنرل: لیکن ۱۹۰۸ء میں مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق آپ کی تعداد اٹھارہ ہزار ہے؟

مرزا ناصر: اچھا ہاں ٹھیک ہے۔

اٹارنی جنرل: پھر ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں تعداد تیس ہزار ہے اور جو ۱۹۳۰ء میں کل تعداد چھپن ہزار یہ تعداد آپ کے والد مرزا بشیر نے بھی الفضل ۵ اگست ۱۹۳۴ء میں تسلیم کی ہے؟

مرزا ناصر: وہ اخبار کے خریداروں کی تحریک پر زور دے رہے تھے۔

اٹارنی جنرل: اور کہا کہ ہماری تعداد چھپن ہزار ہے۔

مرزا ناصر: ہاں میں سمجھ رہا ہوں۔

اٹارنی جنرل: اب منیر رپورٹ دیکھتے ہیں ۱۹۵۴ء میں وہ آپ کی تعداد دو لاکھ بتاتے ہیں؟

مرزا ناصر: کیا پورے پاکستان میں۔

اٹارنی جنرل: جی وہ یہی کہتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے مردم شماری اسکیم کو یکلخت نظر انداز کردیا یکایک اچھل کر ۴۰۔۴۵ لاکھ تک پہنچ گئے؟

مرزا ناصر: مردم شماری کرنے والے غیر مسلم ہوتے ہیں اور وہ مسلمانوں کی تعداد کم ظاہر کرتے ہیں۔

اٹارنی جنرل: مردم شماری نہیں میں تو جسٹس منیر والی رپورٹ کا ذکر کررہا ہوں کہ ۱۹۵۴ء میں آپ کی تعداد دو لاکھ تھی اسی طرح انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ۱۹۶۰ء کے ایڈیشن میں بھی؟

مرزا ناصر: یہ لاہور والی

اٹارنی جنرل: نہیں ہالینڈ والی ہے

مرزا ناصر: اعداد و شمار کس صفحہ پر ہے؟

اٹارنی جنرل: ص ۱۰ دیکھیں اس میں درج ہے کہ احمدیوں (قادیانیوں) نے جو اعداد و شمار کئے ہیں ۱۹۶۰ء کے ایڈیشن میں تو اس وقت ان کی تعداد پوری دنیا میں بقول ان کے (قادیانیوں کی تعداد) پانچ لاکھ تھی' تو اس طرح پاکستان میں دو لاکھ ہوں گے اور یہی جسٹس منیر نے لکھا

مرزا ناصر: نہ معلوم کس نے اعداد و شمار دیئے

اٹارنی جنرل: منیر نے لکھا ہے کہ مجھے بتایا گیا؟

مرزا ناصر: نہ معلوم کس نے بتایا۔

اٹارنی جنرل: متعلقہ پارٹی نے بتایا ہوگا ہم یہ اخذ کرتے ہیں۔ بہر قصہ مختصر میں کہتا ہوں کہ پاکستان میں دو لاکھ سے اب زائد نہیں ہیں آپ کسی دستاویز سے میری تردید نہیں کرسکتے۔

مرزا ناصر: مگر میرا اندازہ ہے۔

اٹارنی جنرل: مگر آپ دستاویزی طریقہ سے میری تردید نہیں کرسکتے یا رجسٹر لائیں مگر راز افشاں ہوجائے گا' یہ اندیشہ ہے۔

مرزا ناصر: نہیں مگر یہ تو تب ہوناں کہ صحیح مردم شماری ہوجائے۔

اٹارنی جنرل: گویا آپ بھی اس بحث کے بعد تذبذب میں مبتلا ہوگئے ہیں؟

مرزا ناصر: مردم شماری میں صحیح تعداد معلوم ہوجائے گی۔

اٹارنی جنرل: گویا صحیح تعداد معلوم ہوجائے گی آپ کو تو بھی اس وقت معلوم نہیں آپ اپنی لاعلمی کو تسلیم کرتے ہیں۔

اچھا آپ نے ۲۱ جون کے خطبہ جمعہ میں کہا کہ ہر شخص اپنے مذہب کے صراحت کرنے میں آزاد ہے کوئی طاقت کوئی حکومت اس حق کے استعمال میں دخل نہیں دے سکتی یہی آئین کی دفعہ بیس کا تقاضہ ہے یہ آپ نے کہا ہے؟

مرزا ناصر: جی میری تقریر ہے مذہبی آزادی سے دفعہ ۲۰ کے تحت کوئی مداخلت نہیں کرسکتا۔

اٹارنی جنرل: اسمبلی یا حکومت بھی؟

مرزا ناصر: کوئی بھی۔

اٹارنی جنرل: ایک آدمی جھوٹ بولتا ہے جان بچانے کے لئے کیا اسے بھی دفعہ ۲۰ اجازت دیتی ہے کہ وہ جھوٹ بولتا رہے کیا جان بچانے کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے؟

مرزا ناصر: میرے نزدیک ایک جائز نہیں۔

اٹارنی جنرل: بہت اچھا اب جھوٹ بولنا جائز نہیں مگر کیا ایک آدمی جھوٹ کے طور پر اپنا مذہب غلط بتاتا ہے تو کیا دفعہ ۲۰ کا معنی یہ ہے کہ وہ جھوٹ بولتا رہے اس لئے کہ مذہبی آزادی ہے۔

مرزا ناصر: آپ کو کیسے معلوم ہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔

اٹارنی جنرل: مثلاً" میں کالج کا پرنسپل ہوں اقلیت کے کوٹہ سے سیٹ لینے کے لئے ایک مسلمان خود کو غیر مسلم ظاہر کرتا ہے اب آپ کے نزدیک دفعہ ۲۰ کے تحت ہر شخص کو اپنے مذہب کے اظہار کی اجازت ہے لہٰذا وہ جھوٹ بولے تو میں کارروائی نہ کروں' اچھا آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے مذہبی آزادی کے حوالے سے دستور کے کچھ حصے اپنی تقریر میں پڑھے ہیں میں یہاں آپ سے پوچھتا ہوں جناب کہ کیا آپ نے پوری دفعہ کو بیان کیا ہے یا اس دفعہ کا کچھ حصہ آپ بھول گئے ہیں؟

مرزا ناصر: میں نے اس کا وہ ابتدائی حصہ چھوڑ دیا ہے جو ہر ذہن میں موجود ہے۔

اٹارنی جنرل: شکریہ وہ حصہ؟

اٹارنی جنرل: جی ہاں مطلب یہ ہے کہ مذہب کی آزادی مشروط ہے قانون

اٹارنی جنرل: مرزا صاحب چند ایک وضاحت طلب امور کی طرف ممبران نے توجہ دلائی ہے ایک تو یہ پاکستان میں احمدیوں (قادیانیوں) کی تعداد اس لئے ۱۹۴۷ء میں باؤنڈری کمیشن کے سامنے احمدیوں (قادیانیوں) کی طرف سے دستخط شدہ یادداشت پیش کی گئی اس میں احمدی رقادیانی فرقہ تعداد ۱۹۵۷ء میں دو لاکھ بتائی گئی اور آپ نے کہا کہ ۱۹۰۸ میں احمدیوں (قادیانیوں) کی تعداد چار لاکھ تھی پہلے والی تعداد غلط تھی یا بعد والی آپ نے غلط بتائی؟

مرزا ناصر: کیا آپ کے پاس دستاویز ہے؟

اٹارنی جنرل: یہ لیجئے

مرزا ناصر: دیکھ کر خاموش ہوگئے

پاکستان میں قادیانیوں کی صحیح تعداد ایک لاکھ ۵ ہزار سے کم ہے۔

قادیانیوں کے مردم شماری میں حصہ نہ لینے پر آئین پاکستان سے غداری ہے حکومت کو اس کا نوٹس لے تاکہ ان کو آبادی کے لحاظ سے خصوصی سیٹیں ملیں اور دنیا میں ان کی صحیح تعداد آشکار ہوسکے۔ ●●

بقیہ : اور سنچری مکمل ہوگئی

قادیانی جاسوسی اور خدمات پر مامور ہیں۔ پاکستان اور آزاد کشمیر میں اعلیٰ عہدوں پر جو قادیانی بیٹھے ہیں' ہمارے ان کے ساتھ مسلسل رابطے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اسرائیلی کمانڈوز کی بجائے انہیں صرف اسی لئے بھیجا گیا ہے کہ وہ شکل سے ہندوستانی معلوم ہوتے ہیں اور کوئی شخص ہمیں چہرے کی شناخت سے اسرائیلی نہیں کہہ سکتا۔ مجاہدین نے اسرائیلی کمانڈوز سے مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے انہیں اپنے ہیڈ کوارٹر بھجوا دیا۔

خون میں نہایا ہوا شیر خان اپنی زندگی کے آخری سانس لے رہا تھا۔ اس کے خون کی خوشبو اردگرد کی فضاء کو معطر کررہی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب بانکپن اور مسکراہٹ تھی۔ اتنا خون بہنے کے باوجود اس کی آنکھوں میں جگنو چمک رہے تھے۔ وہ انتہائی خوش تھا کہ وہ اپنی مہم مکمل کرچکا ہے۔ رات اپنی مسافت ختم کرچکی تھی۔ موذن نے صبح کی اذان دی..... جب موذن نے اللہ اکبر..... اللہ اکبر..... کی پکار دی..... تو اپنے اللہ کا نام سن کر شیر خان کے چہرے پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی اور اس لطیف مسکراہٹ کے ساتھ ہی اس کی لطیف روح قفس عنصری سے پرواز کرکے سوئے جنت روانہ ہوگئی..... وہ جنت..... جہاں حوریں اس کے انتظار میں بے قرار ہوئی جارہی تھیں..... جہاں جنت کی بہاریں اس کے لئے چشم براہ تھیں..... جہاں کوثر و تسنیم بہتی تھی..... جہاں مشک و عنبر سے لبریز ہوائیں چلتی ہیں..... جہاں جنتیوں کے لئے تختوں پر گاؤ تکئے بچھائے جاتے ہیں..... جہاں ہر خواہش لب پر آنے سے پہلے پوری ہوجاتی ہے..... جہاں شہیدوں کا استقبال کیا جاتا جب تک جلیں نہ دیپ شہیدوں کے لہو سے سنتے ہیں کہ جنت میں چراغاں نہیں ہوتا

پہاڑ کی کھوہ میں شیر خان کے مقدس ہاتھ سے ۹۳ کا ہندسہ لکھا ہوا موجود تھا..... لیکن شیر خان تو سات مزید کافر جہنم رسید کرکے اپنی سنچری مکمل کرچکا تھا۔ کاش کوئی وہاں جاکر ۹۳ کے عدد کو مٹاکر ۱۰۰ لکھ دے تاکہ پہاڑ کو بھی پتہ چل جائے کہ اس کی دھرتی کا بیٹا اپنی سنچری مکمل کرچکا۔

خطیب لاثانی' امیر شریعت

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

مولانا نذیر احمد تونسوی

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور خطابت دونوں آپس میں لازم و ملزوم تھے' جس طرح قلم کا تصور بغیر تحریر کے بیکار ہے' اسی طرح شاہ جی کے بغیر خطابت اور خطابت کے بغیر شاہ جی کا تصور بے رنگ ہے۔ وہ اپنے دور میں اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب تھے۔ جہاں بڑے بڑے زبان آوروں کی متاع سخن ختم ہوجاتی' وہاں سے ان کی خطابت شروع ہوتی۔ برصغیر کی سرزمین ایک تہائی صدی تک ان کی آواز سے معمور رہی ہے۔ جس سخاوت و فیاضی سے انہوں نے برصغیر میں اپنی خطابت کے موتی بکھیرے' اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ کلکتہ سے خیبر تک اور سری نگر سے راس کماری تک' بقول شورش کشمیری مرحوم کے انہوں نے اپنے بادہ صافی کے خم پر خم لنڈھائے' شاذ ہی کسی میخوار کو یہ شکایت ہو کہ عالم نشہ و سرور کی ان رعنائیوں میں اسے کوئی حصہ نہیں ملا۔

سال کے ۳۶۵ دنوں میں سے تقریباً" ۳۰۰ دن ایسے ہوتے تھے' جو انہوں نے چالیس برس تک دشت خطابت کی سیاحی میں بسر کئے۔ اتنے طویل عرصہ میں انہوں نے جو کچھ کہا ہے' اس سے کئی دفاتر مرتب ہوسکتے ہیں۔

جس طرح ہر بڑے آدمی کا نام لینے سے اس کا خاص وصف حافظے کی لوح پر آجاتا ہے' اسی طرح شاہ جی کے نام سے خطابت کا تصور سامنے آجاتا ہے' کیونکہ ان کی ذات خطابت سے مختص ہوگئی تھی۔ وہ سراپا خطابت تھے' اور وہ پیدائشی خطیب تھے۔ انہوں نے خطابت کو اختیار نہیں کیا' بلکہ خطابت نے انہیں اختیار کیا تھا۔ وہ تمام محاسن و محامد' جن سے خطابت استوار ہوتی ہے' وہ قدرت نے انہیں بکمال و تمام ودیعت کئے تھے۔ خطابت کی دنیا میں ہمیشہ ان کا نام جریدہ روزگار پر ثبت رہے گا۔ انہوں نے اپنی خطابتی زندگی کی ننانوے فیصد راتیں عوام سے مخاطب کرنے میں بسر کیں۔ خطابت اور عوام کو مسحور کرنے کا جہاں تک تعلق ہے' اس موضوع کی جتنی صلاحیتیں ہوسکتی ہیں' قدرت نے بڑی فیاضی کے ساتھ شاہ جی کو عطا فرمائی تھیں۔ قدو قامت' شکل و صورت' قوت و طاقت' شجاعت و جرات' فراست و نور ایمانی' غیرت و حمیت' ذکاوت و شدت احساس' رقت عواطف و جذبات کا تلاطم' بلندی آواز' خوش گلوئی' قرآن کریم کے ساتھ قلبی تعلق' منتخب ترین فارسی' اردو اشعار' ہر موضوع پر عمدہ ذخیرہ کا استحضار' دردناک اور فلک شگاف آواز کے ساتھ قرآن کریم کا پڑھنا' مخالفین کے مجمع پر قبضہ کرنا' عالم و جاہل' مرد و عورت' موافق و مخالف سب کا یکساں طور پر متاثر ہونا' یہ ان کی وہ خصوصیات ہیں جن میں کوئی ان کا ہمسر و ہم پلہ نہیں تھا۔ مجمع سے اپنی بات منوانا' ننانوے فیصد مخالفوں کو اپنا ہم خیال بنانا' سامعین کو سوچنے کا موقع ہی نہ دینا' اتنی تیزی سے سامعین کو اپنے ساتھ بہالے جانا کہ ان میں حرکت یا جذبے کے سوا کوئی چیز باقی نہ رہے' ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ بعض اوقات تو بولنے سے قبل ہی ساحرانہ نگاہ ڈال کر مجمع کو مسخر کرلیتے تھے۔ نگاہ کیا تھی سحر تھا' آواز کیا تھی بجلی کوندتی تھی' اسٹیج پر کسی کی مٹی پلید کرنے کا ارادہ فرماتے تو اتنا کامیاب ترین خطیب نہ کسی نے دیکھا ہوگا' نہ سنا ہوگا' دنیا کا کوئی خطیب ان کی نقالی نہیں کرسکتا تھا۔

امام العصر مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کو شاہ جی سے بے انتہا محبت تھی اور دعائیں دے کر فرماتے تھے کہ ایسا خطیب کبھی نہیں دیکھا جو روتوں کو ہنسادے اور ہنستوں کو رلادے۔ فرماتے تھے کہ مرزا قادیانی کے خلاف ان کی ایک تقریر وہ کام کرتی تھی' جو ہماری پوری تصنیف نہیں کرسکتی۔ قادر مطلق نے شاہ جیؒ کو فوق العادۃ شیریں زبانی' بیان کی روانی' اور فوق العادۃ موثر تعبیر کی قوت عطا فرمائی تھی۔ بعض اوقات ایک ہی جملے میں پوری داستان کی داستان ختم کردیتے تھے۔

شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شاہ جی جامعہ ڈابھیل

تشریف لارہے تھے۔ اساتذہ جامعہ ان کے استقبال کے لئے گئے۔ لاری میں تشریف لارہے تھے' میں نے کہا شاہ جی آج تو حضرت شیخ پر ایک تقریر کر دیجئے' یعنی حضرت مولانا انور شاہ صاحب پر' فوراً" فرمایا بھائی یوسف کیا کہوں صحابہؓ کا قافلہ جارہا تھا۔ انور شاہ صاحبؒ پیچھے رہ گئے تھے' بے اختیار میں نے کہا حیک اللہ یا عطاء اللہ' اور رفقاء نے جملہ نہیں سنا تھا۔ جب سنایا تو سب تڑپ گئے۔

جن لوگوں نے شاہ جیؒ کے خطابتی معرکے دیکھے ہیں' انہیں ایسے بے شمار واقعات کا علم ہوگا کہ ہزاروں لوگوں کا جم غفیر آن واحد میں اکائی کی صورت اختیار کرگیا' لوگ ہنستے اور سردھنتے' بارہا ایسا بھی ہوا کہ ہوا مسموم ہے' اور فضاء مذموم ہے' اور سامنے بیٹھنے والے سب مخالف' شاہ جیؒ آئے سب کی نگاہیں اٹھ گئیں اور چہروں پر خندہ استہزا پھیل گیا۔ بعض لوگ مجسم طعن و تشنیع ہوگئے۔ ہجوم کے ہونٹوں پر قہقہے بلند ہوگئے۔ لیکن ادھر شاہ جیؒ نے خطبہ مسنونہ پڑھا اور گونج دار آواز میں فرمایا' صدر محترم اور تماشائی بھائیو...... ادھر کچھ تنقیدی چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ فرمایا مجھے لاہور آئے ہوئے بیس سال ہوگئے ہیں۔ بوڑھا ہوگیا ہوں' بال سفید ہوچکے ہیں۔ آج تک مجھے یہ پتہ نہیں چلا کہ آپ ہیں کیا۔ غوث ہیں' قطب ہیں' ابدال ہیں' ولی ہیں کیا ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کو کس خطاب سے مخاطب کروں۔ کیا میری بیوی کے حق مہر میں جیل جانا لکھا ہوا ہے۔ اگر تم نہیں چاہتے کہ ہم تمہارے سامنے آئیں تو پھر تم ہمارے سامنے کیوں آتے ہو' کئی کرلی ہے تو پکی کرلو یہ کیا کہ عطاء اللہ نے کی تقریر تم نے کہا واہ شاہ جی واہ...... عطاء اللہ ہوگیا قید تم نے کہا آہ شاہ جی آہ...... تمہاری آہ اور واہ میں شاہ جی ہوگئے تباہ۔

مسجد شہید گنج کے انہدام کے بعد بستی شیخاں جالندھر میں مولانا مظہر علی اظہر نے جب مسجد شہید گنج کی سازش کا پردہ چاک کرنا چاہا' تو شرپسند لوگوں نے پتھروں کی بارش شروع کردی۔ اس وقت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ مائیکروفون پر آئے اور فرمایا۔ "تم بے شک پتھر برساؤ اگر بخاریؒ نام ہے' تو قتل ہونا منظور ہے لیکن پیغام حق سنا کے چھوڑوں گا' قتل ہونا سیدوں ہاشمیوں کے لئے کوئی نئی بات نہیں۔ کربلا میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ شہید ہوا۔ میں بھی سردار اولین و آخرین سرور کائنات فخر موجودات' کا نواسہ ہوں۔ حق کہوں گا اور حق کے اظہار سے ہرگز باز نہ رہوں گا۔ چنانچہ شاہ جیؒ کے اس نعرہ قلندرانہ کے بعد پتھر برسنے بند ہوگئے اور جلسہ باقاعدگی سے جاری رہا......" (روزنامہ "امروز" ص ۱۱' ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۱ء)

○ شاہ جیؒ عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں سراپا غرق تھے اور اپنی تقاریر میں مستانہ وار فرمایا کرتے تھے:

"دنیا میں ہزاروں نہیں لاکھوں اور کروڑوں لوگ ایسے ہیں جو خدا کا شریک بناتے اور بتاتے ہیں' لیکن خدا اسی طرح ان مشرکین کو پالتا ہے' جس طرح وحدہ لاشریک بتانے والوں کو رزق بہم پہنچاتا ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں شریک بنانے والے کو خدا نے کبھی معاف نہیں کیا۔"

؎ باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

(روزنامہ "امروز" ص ۹' ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۱ء)

○ ایک موقع پر سکھ لیڈر ماسٹر تارا سنگھ نے مسلمانوں کو خون کی ندیاں بہادینے کی دھمکیاں دی تھیں۔ شاہ جیؒ نے للکار کر فرمایا:

"ماسٹر جی ہوش کے ناخن لو' کیا کہتے ہو' جس قوم کے فرزند خون کے قلزم میں تیرتے رہے ہیں تم انہیں اپنی ننھی منی ندیوں سے ڈراتے ہو۔"

(بحوالہ پیام اسلام امیر شریعت نمبر۹' ۲۴ نومبر ۱۹۶۱ء)

○ ایک موقع پر نبوت و رسالت کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے شاہ جیؒ نے فرمایا:

"حضرت آدمؑ سے لے کر پیغمبر آخرالزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کوئی نبی اور رسول ایسا نہیں آیا' جس نے اپنی تعلیمات میں اک جلا پیدا کرنے کے لئے اپنے دور کے کسی انسان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا ہو نبی اور رسول براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتے ہیں' نبی کی اللہ تعالیٰ خود رہنمائی کرتے ہیں۔ انبیاء کرام معصوم بھی ہوتے ہیں اور بہادر بھی' آپ ان کے حالات پر نگاہ ڈالئے' جو نبی بھی دنیا میں تشریف لاتا ہے' اس کے ایک ہاتھ میں انعام الٰہی کی کڑکتی بجلیاں ہوتی ہیں۔ اور دوسرے ہاتھ میں تلوار وہ کاشانہ باطل پر برق بن کر گرتا ہے۔ اس کے جلو میں سمندروں کا شور اور طوفانوں کا زور ہوتا ہے۔ اس کی رفتار فرماں رواؤں کا دل دھڑکا دیتی ہے' اس کی ایک للکار سے کائنات کا دل دہل جاتا ہے۔" (ایضاً)

○ ۱۹۳۸ء میں دہلی میں ایک تقریر کے دوران

ہلکی پھلکی بارش کی پھوار پڑنے لگی' جب بارش تیز ہوئی تو ایک' دو آدمی اٹھے' انہیں اٹھتا ہوا دیکھ کر شاہ جی نے جوش میں آکر فرمایا' دہلی والو! بس اتنے ہی مرد ہو کہ ذرا سی بارش سے گھبرا گئے اس برتے پر تم عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر سننے کے لئے آئے تھے۔ ارے عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریروں میں انگریزوں کی رائفلوں کی گولیاں بھی کھانی پڑیں گی۔ اور تم ہو کہ ان دو چار بوندوں سے ڈر کر بھاگنے لگے۔ یاد رکھنا اگر بھاگ گئے تو پھر کبھی پہاڑ گنج کا منہ نہ دیکھوں گا۔ ہاں یاد آیا تم بھی سچے ہو' جیب میں رکھے ہوئے نوٹوں کا خیال آگیا ہوگا۔ ان الفاظ کا شاہ جی کے منہ سے نکلنا تھا کہ لوگ دبک کر بیٹھ گئے جلسے کا رنگ ہی اور ہوگیا۔ حتیٰ کہ بارش بھی تھم گئی۔

(چٹان ۱۵ جنوری ۱۹۶۲)

○ عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک مرتبہ ڈوب کر فرمایا' خدا کی عبادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت' انگریز کی بغاوت' یہ میرا ایمان ہے اور رہے گا۔ خدا معبود ہے' محمدؐ محبوب اور انگریز مغضوب' خدا کو جو جی میں آئے کہو اس کا محاسبہ وہ خود کرے گا۔ مگر محمدؐ کے متعلق سوچ لینا' یہ معاملہ عقل و خرد کا نہیں عشق کا ہے۔ عشق پر زور نہیں ہوتا' اور نہ اپنے پر اختیار' پھر یہ نہیں سوچا جائے گا کہ قانون کیا کہتا ہے' اور زمانہ کیا چاہتا ہے' پھر جو ہونا ہوگا' ہو جائے گا۔ اور جو ہوگا وہ دیکھا جائے گا۔

(روزنامہ "امروز" ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۱ء)

○ ایک موقع پر مخالفین کو مشورہ دیتے ہوئے فرمایا۔ جو کچھ چاہتے ہو مجھے سمجھاؤ' گالی سے انسان قائل نہیں ہوتا' اور نہ جھوٹ ہی کو دلیل کہا جاتا ہے۔ مجھے قائل کرلو' میں کسی کا لیڈر نہیں' میں امیر نہیں مبلغ ہوں۔ یار لوگوں نے شریعت کو نہ ماننے کے لئے مجھے امیر شریعت بنا رکھا ہے۔ لیکن میں امیر نہیں' فقیر ہوں۔ میں صرف سپاہی ہوں' اللہ کا سپاہی' اسلام کا سپاہی' آزادی کا سپاہی' تمہارا سپاہی' اور جب تم مجھے سمجھادو گے' پھر مجھے تنہا چھوڑ دو' تب میں جانوں' اور میدان جنگ جانے' سپاہی میرے' خون میرا' رضاکار میرے قید ہونا پڑے' یا تختہ دار پہ لٹکانا ہو' تم مجھے ہراول دستہ میں پاؤ گے۔ گالی نہ دو' سمجھادو۔

میری گھگری نوں گھنگرو لوا دے
جے توں میری ٹور ویکھنی اے

(سالنامہ ص ۹۱ چٹان ۱۹۶۲ء)

○ ۲۱ تا ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو قادیان کے اندر مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام منعقدہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قادیانی نبی کے بیٹے مرزا بشیرالدین محمود کو للکار کر فرمایا:

"بشیرالدین نام نہاد نبی کا بیٹا ہے' میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ ہوں' وہ آئے مجھ سے عربی' فارسی' اردو' پنجابی' میں ہر معاملہ سے متعلق بحث کرے۔ یہ جھگڑا آج ہی طے پاجاتا ہے۔ وہ پردے سے باہر نکل کر نقاب اٹھائے' کشتی لڑے' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے جوہر دیکھے ہر رنگ میں آئے۔ وہ موٹر میں بیٹھ کر آئے' میں ننگے پاؤں آؤں' وہ حریر و دیبا پہن کر آئے۔ میں موٹا کھدر پہن کر آؤں' وہ مرغن کباب یاقوتیاں اور اپنے ابا کی سنت کے مطابق پلومر کی ٹانک وائن پی کر آئے میں اپنے نانا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کے مطابق جو کی روٹی کھا کر آؤں۔ اور پھر زمانہ فیصلہ کرے کہ کون سچے نبی کی اولاد ہے۔" (ہفت روزہ پیام اسلام امیر شریعت نمبر' ص ۳۸'۳)

○ گجرات کے مشہور مقدمہ میں جب سرکاری رپورٹر سی آئی ڈی لدھا رام نے حقیقت حال کا انکشاف عدالت عالیہ میں کیا۔ اور شاہ جی ۹ ماہ کی جیل سے رہا ہو کر آئے' تو ایک موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"ایک طرف میں بے نوا تھا' میرے غریب ساتھی جیلوں میں مقید تھے' میری اولاد کمسن اور والد ضعیف العمر تھے' دوسری طرف فرنگی کی دولت و حشمت تھی' خزانے اس کے' پولیس اس کی' عدالت اس کی' جیل خانے اس کے' غرضیکہ سب اختیار و اقتدار اسی کا تھا' پھر ترنم سے یہ رباعی پڑھی۔"

اوج بخت ملاقی ان کا
چرخ ہفت طباقی ان کا
محفل ان کی ساقی ان کا
آنکھیں میری باقی ان کا

پھر حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ دہراتے ہوئے زلیخا کی الزام تراشیوں کا تذکرہ کیا پھر قرآن کریم کی آیت **وشھد شاھد من اھلھا** پڑھ کر لدھا رام کو انگریزوں کا گھریلو گواہ قرار دیا۔ اس مقدمہ میں اپنی رہائی کو اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم قرار دیتے ہوئے آخر میں فرمایا:

"اے اللہ میں اپنی نعمت کے شکرانے میں تیری خدمت میں کیا پیش کروں' کیونکہ جو نعمت سوچتا ہوں وہ سب تیرے خزانوں میں موجود ہے' پھر ایک دم دامن پھیلاتے ہوئے فرمایا میرے پاس ایک ایسی چیز ہے جو تیرے پاس نہیں ہے' وہ تیرے شکر نعمت کے لئے پیش کرتا ہوں...

وہ میرے گناہ ہیں' میرے پاس ان کے سوا کچھ نہیں۔ شاہ جی نے یہ سب کچھ اس عجز وانکساری اور رقت انگیز منظر میں پیش کیا کہ لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔" (چٹان سالنامہ ۱۹۶۲ء)

○ ۲۳ مارچ ۱۹۳۹ء کو تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ان سوروں کا ریوڑ بھی چرانے کو تیار ہوں' جو برٹش امپیریلزم کی کھیتی کو ویران کرنا چاہیں۔ میں کچھ نہیں چاہتا ایک فقیر ہوں' اپنے نانا (صلی اللہ علیہ سلم) کی سنت پر مرمٹنا چاہتا ہوں۔ اگر کچھ چاہتا ہوں تو صرف اس ملک سے انگریز کا انخلاء' وہ ہی خواہشیں ہیں۔ میری زندگی میں یہ ملک آزاد ہوجائے' یا پھر میں تختہ دار پر لٹکا دیا جاؤں۔ میں ان علماء حق کا پرچم لئے پھرتا ہوں جو ۱۸۵۷ء میں فرنگیوں کی تیغ بے نیام کا شکار ہوئے تھے۔ رب ذوالجلال کی قسم مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ لوگوں نے پہلے کب کسی سرفروش کے بارے میں راست بازی سے سوچا ہے' وہ شروع سے تماشائی ہیں اور تماشہ دیکھنے کے عادی ہیں۔ میں اس سرزمین میں مجدد الف ثانیؒ کا سپاہی ہوں' شاہ ولی اللہؒ کے خاندان کا تبع ہوں سید احمد شہیدؒ کی غیرت کا نام لیوا۔ اور شاہ اسماعیل شہید کی جرات کا پانی دیوا ہوں۔ میں ان پانچ مقدمہ ہائے سازش کے پابہ زنجیر صلحاء امت کے لشکر کا ایک خدمت گزار ہوں' جنہیں حق کی پاداش میں عمر قید اور موت کی سزائیں دی گئیں۔ ہاں! ہاں! میں انہی کی نشانی ہوں' انہی کی صدائے بازگشت ہوں' میری رگوں میں خون نہیں آگ دوڑتی ہے' میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ میں قاسم نانوتویؒ کا علم لیکر نکلا ہوں میں نے شیخ الہندؒ کے نقش قدم پر چلنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ میں زندگی بھر اسی راہ پر چلتا رہا ہوں اور چلتا رہوں گا' میرا اس کے سوا کوئی موقف نہیں میرا ایک ہی نصب العین ہے اور وہ ہے برطانوی سامراج کو کفنانا' یا دفنانا ہر شخص اپنا شجرہ نسب ساتھ رکھتا ہے۔ میرا یہی شجرہ نسب ہے میں سر اونچا کرکے فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں اسی خاندان کا ایک فرد ہوں۔ (چٹان ص ۱۴' ۱۹۶۲ء)

○ ۱۹۴۶ء میں قرآن مجید کی حقیقت اور اس کی تاثیر کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن مجید کی بلاغت کے صدقے جایئے' خود بولتی ہے کہ میں محمدؐ پر اتاری گئی ہوں بابو لوگو! اس کتاب کی قسمیں نہ کھایا کرو' اس کو پڑھا کرو' سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی طرح نہ سہی' اقبال کی طرح پڑھا کرو' دیکھا اس نے قرآن کو ڈوب کر پڑھا تو مغرب کی دانش پر بلہ بول دیا' پھر اس نے قرآن کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں۔ وہ تمہارے بنگلے میں اللہ اکبر کی صدا ہے۔ (چٹان سالنامہ ص ۱۸' ۱۹۶۲ء)

○ پاکستان بن جانے کے بعد ۱۹۴۸ء میں معرکۃ الاراء تقریر کرتے ہوئے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا:

"میں نے جو کچھ کیا اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے کیا' مجھے ایک لحظہ کے لئے بھی اپنی کسی حرکت پر ندامت نہیں۔ میرا دماغ غلطی کرسکتا ہے' لیکن میرے دل نے کبھی غلطی نہیں کی' مجھ سے وفاداری کا ثبوت مانگنے والے پہلے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی وفاداری کا ثبوت دیں۔ میں ان میں سے نہیں جو انسانی ضمیر کی سوداگری کرتے ہیں۔ میں اس شخص کو دھوپ چھاؤں کی اولاد سمجھتا ہوں جو قوم کو بیچتا پھرتا ہے' ملک سے غداری کرتا ہے۔ اور جس ہنڈیا میں کھاتا ہے اسی میں چھید کرتا ہے' میں نے صرف اللہ کے سامنے جھکنا سیکھا ہے' میں ان لوگوں کا وارث نہیں جنہوں نے درباروں کی دہلیزیں چاٹی ہیں' میں ان کا وارث ہوں جو شہادت کے راستہ میں سروں کو ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں۔" (چٹان سالنامہ ص ۱۸' ۱۹۶۲ء)

○ ۱۹۵۰ء میں شاہ جی نے ختم نبوت کی حفاظت کے متعلق تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

"ختم نبوت کی حفاظت میرا جزو ایمان ہے' جو شخص بھی اس ردا کو چوری کرے گا' جی نہیں! چوری کا حوصلہ کرے گا' میں اس کے گریبان کی دھجیاں اڑا دوں گا' میں میاں صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کا نہیں' نہ اپنا' نہ پرایا' میں انہی کا ہوں وہی میرے ہیں۔ جن کے حسن و جمال کو خود رب کعبہ نے قسمیں کھا کھا کر آراستہ کیا ہو' میں ان کے حسن و جمال پر نہ مرمٹوں تو لعنت ہے مجھ پر اور لعنت ہے ان پر جو ان کا نام تو لیتے ہیں لیکن سارقوں کی خیرہ چشمی کا تماشہ دیکھتے ہیں۔" (چٹان سالنامہ ص ۱۸' ۱۹۶۲ء)

○ ۱۹۴۵ء میں امیر شریعت نے لوگوں کے جمود اور اپنی انتہائی کوشش کا تذکرہ کرتے ہوئے لوگوں سے شکایتی انداز میں فرمایا "چوالیس برس لوگوں کو قرآن سنایا' پہاڑوں کو سناتا تو عجب نہ تھا کہ ان کی سنگینی کے دل چھوٹ جاتے' غاروں سے ہمکلام ہوتا تو جھوم اٹھتے' چٹانوں کو جھنجھوڑتا تو چلنے لگتیں' سمندروں سے مخاطب ہوتا تو ہمیشہ کے لئے طوفان بلند ہوجاتے' درختوں کو پکارتا تو

وہ دوڑنے لگتے' کنکریوں سے کہتا تو وہ لبیک کہہ اٹھتیں' صرصر سے گویا ہوتا تو وہ صبا ہوجاتی' دھرتی کو سناتا تو اس کے سینے میں بڑے بڑے شگاف پڑجاتے' جنگل لہرانے لگتے' صحراء سرسبز ہوجاتے' میں نے ان لوگوں کو قرآن سنایا' جن کی زمینیں بنجر ہوچکی ہیں' جن کے ہاں دل و دماغ کا قحط ہے' جن کے ضمیر عاجز آچکے ہیں' جو برف کی طرح ٹھنڈے ہیں جن کی پستیاں انتہائی خطرناک ہیں' جن میں ٹھہرنا المناک اور جن سے گزر جانا طربناک ہے' جن کے سب سے بڑے معبود کا نام طاقت ہے۔

○ ۱۹۳۹ء میں نکتہ چین افراد کو مشورہ دیتے ہوئے فرمایا! تم میرے بارے میں جو چاہو سوچ لو' مسلمانوں کا یہ شعار ہوگیا ہے کہ وہ برائیاں عقاب کی آنکھ سے چنتا ہے اور صباء کی رفتار سے پکڑتا ہے کبھی کبھی نیکیوں پر بھی نگاہ کرلیا کرو تمہاری فطرتیں اس سے خوبصورت ہوتی چلی جائیں گی۔ (چٹان سالنامہ ص ۱۸' ۱۹۶۲ء)

○ ایک مرتبہ خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ شیطان نے کتنی جرات کا ثبوت دیا' حضرت آدم علیہ السلام کو نہیں مانا اور آخر تک نہیں مانا' ابدی لعنت کو قبول کرلیا' مگر منافقت نہ کی' اگر ہم اس کو مشورہ دیتے کہ کم بخت نہیں مانتا آدم کو' دل سے نہ سہی' ظاہرا" تو سجدہ کرلے' مقابلہ کرکے کیوں جہنمی بنتا ہے' وہ کیا کہتا' یہی تو جواب دیتا کہ جہنم منظور ہے' مگر منافقت نہیں ہوسکتی' اگر وہ باطل کے لئے اتنی جرات و استقامت کا ثبوت دے' تو ہم حق کے لئے کیوں نہ دیں۔ (ماہنامہ تبصرہ لاہور امیر شریعت نمبر ص ۴۰)

○ پشاور کے چوک یادگار میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور مقام مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر آج میں یہ اعلان کروں کہ میں قائداعظم ہوں تو کیا تم برداشت کروگے' سامعین نے بلند آواز سے کہا ہرگز نہیں' اس پر امیر شریعتؒ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے ایک دنیاوی لیڈر کا مقام کسی دوسرے شخص کو دینے کی اجازت نہیں دیتے' تو پھر یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ برطانیہ کا پٹھو' تاجدار مدینہ خاتم الانبیاء حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے' یہ دعویٰ کرے کہ میں محمد ہوں۔ نعوذباللہ (حیات امیر شریعت)

○ ملتان میں ۱۸ جنوری ۱۹۵۲ء کو فتنہ قادیانیت کے خلاف اجتماع کرنے پر پولیس نے مجمع پر بلاوارننگ گولی چلادی' دس منٹ تک تقریبا" ۷۰ راؤنڈ چلائے گئے' جس کے نتیجہ میں چھ مسلمان شہید اور کئی مسلمان زخمی ہوئے۔ ۲۵ جولائی ۱۹۵۲ء کو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے شہدائے ملتان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کرکے اسلام کے بنیادی عقیدہ کو گزند پہنچانے کی ناپاک کوشش کی' تو خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کاذب و مفتری سے کسی قسم کا مناظرہ کرکے دعوئی نبوت کے جواز میں دلیل طلب نہیں کی۔ اگر کیا تو ایک ہزار سے زائد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ۷۰۰ سے زائد حفاظ قرآن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ناموس رسالتؐ اور تاج و تخت ختم نبوت پر قربان کردیئے' اور اس طرح مسلمانوں کی متاع دین و ایمان کو ایک عیار اور مکار کی دست برد سے بچالیا۔ اور آئندہ کے لئے ملت اسلامیہ کو سبق دیا کہ جو شخص اس قسم کی ناپاک کوشش کرے' اس کے لئے اسلام اور ملت اسلامیہ کا فیصلہ کیا ہے؟ ملتان کے غیور اور صاحب ایمان مسلمانوں نے بھی اس دور پرآشوب میں جبکہ کفر و ارتداد کی سیاہ گھٹاؤں نے ایمان و ایقان کو پریشان کررکھا ہے' اسلام کی لاج رکھ لی' اور اپنے جگر گوشوں کو شمع رسالت پر پروانہ وار نثار کرکے ثابت کردیا ہے کہ مسلمان آج بھی فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی خاطر گولیوں کی بارش میں مسکرا سکتا ہے۔"

رتبہ شہید ناز کا گر جان جایئے
قربان جانے والے کے قربان جایئے

خدا کی نعمتیں نچھاور ہوں تم پر شہیدان ناموس رسالت' سلام ہو تم پر اے ختم المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت و آبرو پر قربان ہونے والو!

مبارک ہیں ان کے والدین کہ ان کے نذرانے سرکار رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) میں شرف قبولیت حاصل کرگئے۔ یوں تو اس دنیا میں ہزاروں بچے جنم لیتے ہیں اور مرجاتے ہیں' ہزاروں کلیاں کھلتی ہیں اور بادسموم کے تھپیڑوں کی تاب نہ لاکر مرجھا جاتی ہیں' مگر وہ موت جو حق اور راستی کی راہ میں آئے حیات جاوداں بن کر آجاتی ہے۔

جو موت آئے تو زندگی بن کر آئے
قضا کی نرالی ادا چاہتا ہوں

("حیات امیر شریعت" جانباز مرزا)

○ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر فدائیت کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور ان کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے گا' میں اسے انسان بھی کہنے کے لئے تیار نہیں' تمہارا قانون جو چاہے مجھے کرلے' میں دار پر بھی یہی کہوں گا کہ حضور خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں' تمہارا قانون میرا کیا بگاڑ سکتا ہے' اب رہ بھی کیا گیا ہے جو بگاڑ لوگے۔ ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ بھی میاں کی عزت پر نثار ہوجائے' تو جان چھوٹے۔

("حیات امیر شریعت" جانباز مرزا)

○ ایک دفعہ لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: "تمہارے ایک بڑے لیڈر نے کسی سے کہا ہے' بخاری سے پوچھو اس نے انڈیا ایکٹ پڑھا ہے' میں نے کہلا بھیجا' میں نے انڈیا ایکٹ نہیں پڑھا۔ تم نے قرآن نہیں پڑھا فیصلہ اللہ میاں کی عدالت میں ہوگا' کہ کونسی کتاب پڑھنا لازمی تھی۔" (ہفت روزہ چٹان لاہور ۲۱ اگست ۱۹۷۲ء)

○ ایک دفعہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا جس نے میرے نبی علیہ السلام کو دیکھ لیا' سینے پر پتھر رکھے گئے' رسی گلے میں ڈال کر گھسیٹا گیا' آگ میں ڈالا گیا' سولی پر لٹکایا گیا' آزمائش کی ہر بھٹی میں ڈالا گیا مگر ثابت قدم نکلا۔ پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ میرے نبی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا پھر للکار کر فرمایا یہ خیال نہ گزرے کہ ابوجہل نے بھی تو دیکھا تھا ہاں! ہاں! کبھی یوں نہ سوچ لینا' ابوجہل نے اپنے بھتیجے کو دیکھا ہوگا اس کی نگاہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں پڑی۔

(ہفت روزہ چٹان لاہور)

○ ۱۹۶۰ء میں تقریر کرتے ہوئے امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"میں وہاں چلا جاؤں گا جہاں سے لوٹ کر کوئی نہیں آیا' پھر تم مجھے پکارو گے' مگر تمہاری پکار تمہارے کانوں سے ٹکرا ٹکرا تمہیں ہلکان کردے گی اور تم مجھے نہ پاؤ گے......."

شاہ جیؒ نے بڑے بڑے شہروں میں لاکھوں

"میں نے انڈیا ایکٹ نہیں پڑھا تم نے قرآن نہیں پڑھا۔ فیصلہ اللہ کی عدالت میں ہوگا کہ کونسی کتاب پڑھنا لازمی تھی"

کے اجتماع کثیر سے خطاب فرمایا ہے' حالانکہ اس وقت لاؤڈ اسپیکر ایجاد بھی نہیں ہوا تھا۔ اور بغیر اس کے مسلسل آٹھ' آٹھ' دس' دس گھنٹہ تک بولتے' لیکن کسی نے بھی عدم سماع کی شکایت نہیں کی اور نہ کسی وقت آواز میں فرق آیا۔ حاضرین میں سے کسی کا اٹھ جانا تو ناممکن تھا' لیکن اس پر بھی فرماتے تھے کہ میں کچھ نہیں ہوں' جو کچھ مجھے حاصل ہوا ہے' وہ حضرت انور شاہ کشمیریؒ کی نگاہ کرم کا نتیجہ ہے' کبھی فرماتے کوئی عالم نہیں ہوں' میں مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تقریر سن کر پانچ' چھ تقریریں بنالیتا ہوں۔ فرنگی کے خلاف شاہ جیؒ کی زبان سے الفاظ نہیں' شعلے برستے تھے' ان کی آنکھیں گہری سرخ ہوتیں' اور سننے والے ہر لفظ پر صدائے تحسین بلند کرتے اور آنکھ میں اشک ریحان ریز ہوتے' ان کی تقریر نہ تھی بلکہ ساحرانہ فنکاری کا مخلصانہ گہوارہ تھی۔ حلقہ احرار کی تاریخ اگر مرتب کی جائے تو اس کی مجموعی قربانی کا نام سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ہوگا ۱۹۵۳ء میں شاہ جی سکھر جیل میں نظربند تھے کہ ذیابیطس کا مرض لاحق ہوگیا' رہا ہونے کے بعد فالج کا حملہ ہوا' علاج کیا لیکن مکمل صحت حاصل نہ ہوئی' پھر دوبارہ ۱۹۶۱ء کے موسم بہار میں بیماری شدید ہوگئی' اول نشتر ہسپتال ملتان میں اور پھر لاہور میں علاج کرایا گیا' لیکن افاقہ نہ ہوا' آخر بروز دوشنبہ ۹ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء بروز پیر چھ بجے شام خطیب لاثانی' مجاہد آزادی دنیا سے روٹھ کر حقیقت میں ایسی جگہ تشریف لے گئے جہاں سے واپس لوٹ کر آج تک کوئی بھی نہیں آیا۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

شاہ جیؒ کے بڑے صاحبزادے سید عطاء المنعم شاہ بخاریؒ نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی' تقریباً" ڈیڑھ لاکھ آدمی جنازہ میں شریک ہوئے۔ وفات کی خبر سن کر ڈی سی ملتان اور جناب بی اے قریشی کمشنر ملتان مکان پر تعزیت کے لئے آئے اور صدر مملکت محمد ایوب خان کا پیغام بھی پہنچایا' کمشنر صاحب ملتان نے قبر کے لئے پرانے قلعہ پر جگہ کی پیشکش کی اور صوبائی حکومت سے بھی اجازت لے لی مگر علماء کرام اور اعزہ واقارب نے حضرت شاہ صاحبؒ کے مزاج کے مطابق عام قبرستان میں دفن کرنا زیادہ مناسب سمجھا' شاہ صاحبؒ زندگی میں بھی عوام کے پاس بیٹھتے تھے برزخ میں کیسے ان سے جدا ہوتے؟

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مولانا محمد اشرف کھوکھر

آزادی کے پچاس سال اور ہماری ذمہ داریاں

آزادی اللہ رب العزت کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہود عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ عاشورہ وہ دن ہے' جس میں قوم موسیٰ کو فرعون کے ظلم و ستم سے نجات ملی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہم زیادہ موسیٰ کے حقدار ہیں اور زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔" (مشکوۃ) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم فرمایا۔

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ملک عزیز پاکستان دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا اور مسلمانان بر صغیر نے انگریز کی ڈیڑھ سو سالہ غلامی سے نجات حاصل کی۔ حصول پاکستان کے لئے ہمیں کتنی قربانیاں دینی پڑیں' تاریخ پاکستان کے اوراق اس کے گواہ ہیں۔ اس مملکت خداداد کے قیام کے لئے ہمارے آباؤ اجداد کی نہ صرف انتھک جدوجہد' کوششیں اور کاوشیں صرف ہوئیں' بلکہ لاکھوں جانوں کے نذرانے پیش بھی کئے گئے۔ ہمارے بزرگ شہید ہوئے' کڑیل نوجوانوں نے اپنا مچلتا ہوا خون پیش کیا' ہماری ماؤں اور بہنوں نے اپنے اعزہ اور اقربا کو اپنی آنکھوں کے سامنے حصول آزادی کے لئے تڑپتے دیکھا' دلہنوں نے اپنے سہاگ لٹائے' ہماری نوجوان بہنوں اور بیٹیوں نے اپنی عزتوں اور عصمتوں کے تحفظ کے لئے کنوؤں میں چھلانگیں لگائیں' ہمارے معصوم بچوں کو نیزوں کی انیوں پر پرویا گیا۔ ہمارے آباؤ اجداد نے تن من دھن کی قربانیاں دیں تو صرف اس لئے کہ ان قربانیوں کے نتیجہ میں حاصل کئے جانے والے ملک میں دین اسلام کے مطابق اپنی زندگیوں کو گزاریں گے' لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے نظریہ کے تحت حاصل کئے جانے والے اس ملک میں اسلام کے تقاضوں سے روگردانی کی گئی۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ ۲۷ رمضان المبارک کو ہمیں آزادی نصیب ہوئی' چاہئے تو یہ تھا کہ ہم ۲۷ رمضان المبارک کو "یوم تشکر" مناتے' ۲۷ رمضان المبارک سال کی راتوں میں افضل رات ہوتی ہے عقل و دانش کا تقاضا بھی یہ تھا کہ ۱۴ اگست کی بجائے ہم اسلامی تاریخ کو اصل قرار دیتے اور یہود و نصاریٰ کی تقلید سے احتراز کرتے لیکن افسوس کہ تاحال ایسا نہیں کیا گیا۔ دوسری بات یہ کہ ہمیں اللہ رب العزت نے ہر نعمت سے مالا مال ملک عطا فرمایا اس نعمت عظمیٰ کا تقاضا تو یہ تھا کہ ہم پہلے ہی دن سے طاغوتی قانون کے خلاف اور اللہ رب العزت کے قانون کے ساتھ وفاداری کا اعلان کرتے چنانچہ اللہ رب العزت نے اہل ایمان کی ایک خاص صفت بیان فرمائی ہے:

ترجمہ: "یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دے دیں تو یہ لوگ (خود بھی) نماز کی پابندی کریں اور زکوۃ دیں اور (دوسروں کو بھی) نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے۔" (الحج:۴۱)

ہمیں آزادی ملی اور پاک سرزمین میں اپنے آپ کو اسلام کے سانچے میں ڈھال کر دارین کی فوز و فلاح کو سمیٹنے کا موقعہ میسر آیا لیکن ہم نے یہود و نصاریٰ کی اندھی تقلید کر کے اللہ کے غضب کو للکارا۔ فحاشی اور عریانی کو فروغ دے کر اسلام کا کھلا مذاق اڑایا۔ دشمنان اسلام کو حد سے زیادہ رواداری سے نواز کر اسلامی قوانین کا مذاق اڑانے کے مواقع فراہم کئے گئے' یہود و ہنود اور سفید طاغوت کے مہروں' نیز "قادیانیوں" کو کھلی چھٹی دے کر نظریہ پاکستان کے ساتھ غداری کا ثبوت دیا گیا' جس کا نتیجہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس ملک عزیز میں' جو نظریہ اسلام کے تحت معرض وجود میں آیا "گستاخان رسول" کے ساتھ انتہائی نرمی برتی گئی جس کے نتیجے میں آئے روز ملک کے اندر اسلام کے خلاف زہر اگلا جاتا ہے' کبھی فٹ بالوں پر "اللہ" رب العزت کا نام لکھ کر ۱۳ کروڑ مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلا جاتا ہے تو کبھی خاصہ کائنات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس اسم گرامی چینٹ اور پہننے والے کپڑوں پر لکھ کر اس کے تقدس کو پامال کیا جاتا ہے' کبھی رسول آخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خیالی شبیہہ بنا کر اسلامیان پاکستان کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی تمام حرکات عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہیں۔ اگر کوئی بدبخت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے اپنے بدباطن کا اظہار کرتا ہے تو چاہئے تو یہ تھا کہ فوراً اس کو کیفر کردار تک پہنچایا جاتا لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اسلام کے نام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ ناموس

باقی صفحہ ۸ پر

قسط نمبر ۲

مرزا غلام احمد قادیانی کے ۶۰ شاہکار جھوٹ

جھوٹ نمبر ۷۔ کتب سابقہ سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بلکہ نام لے کر بیان کیا گیا ہے کہ یاجوج ماجوج سے مراد یورپ کی عیسائی قومیں ہیں۔ (چشمہ معرفت ص ۷۵ خزائن ص ۸۳ ج ۲۳) طبع ربوہ

فائدہ : کسی بھی سابقہ صحیفہ یا کتاب میں یہ صراحت موجود نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۸۔ قرآن شریف بلکہ توراۃ کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ (کشتی نوح ص ۹ خورد ۵ کلاں نزول المسیح ص ۴۲ خزائن ص ۲۳۲ ج ۱۸)

جھوٹ نمبر ۹۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ایک ملک میں خدا تعالیٰ کے نبی گزرے ہیں اور فرمایا **کان فی الهند نبیا اسود اللون اسمه کاهنا** یعنی ہندوستان میں بھی ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ تھا اور نام اس کا کاہن یعنی کنہیا تھا۔ جس کو کرشن کہتے ہیں پھر آپ سے پوچھا گیا کہ زبان پارسی میں بھی کبھی خدا نے کلام کیا ہے تو فرمایا کہ ہاں خدا کا کلام زبان پارسی میں بھی اترا ہے جیسا کہ وہ اس زبان میں فرماتا ہے : این مشت خاک را گرنہ بخشنم چہ کنم (ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۰ خزائن ص ۳۸۲ ج ۲۳)

فائدہ : یہ دونوں باتیں سراسر آنحضرت ﷺ پر محض بہتان ہیں کوئی قادیانی مربی مع مرزا طاہر کسی بھی معتبر کتاب سے ثابت نہیں کر سکتا۔ ھل من مبارز

جھوٹ نمبر ۱۰۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

سو جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے علم میں تھا کہ علمائے اسلام میری تکفیر کریں گے اور کفر کے فتوے لکھیں گے۔ چنانچہ یہ پیشگوئی آثار اور احادیث میں موجود ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۱ خزائن ص ۲۹۵ ج ۱۱)

فائدہ : یہ خالص بہتان اور افتراء ہے کسی بھی حدیث میں یہ بات مذکور نہیں محض مرزا صاحب کا من گھڑت جھوٹ ہے۔ دجل و فریب اور سیاہ جھوٹ

جھوٹ نمبر ۱۱۔ جناب قادیانی تحریر فرماتے ہیں

مولانا عبداللطیف مسعود...... ڈسکہ

کہ:

سید دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ وہ صدی کے سر پر آئے گا اور یہ بھی فرمایا کہ "صلیب کے غلبہ کے وقت ایک شخص پیدا ہو گا جو صلیب کو توڑے گا ایسے شخص کا نام آنحضرت ﷺ نے مسیح بن مریم رکھا"۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱ خزائن ص ۲۸۵ ج ۱۱)

جھوٹ نمبر ۱۲۔ قرآن شریف میں بلکہ اکثر پہلی کتابوں میں بھی یہ نوشتہ (تحریر) موجود ہے کہ وہ آخری مرسل جو آدم کی صورت پر آئے گا اور مسیح کے نام سے پکارا جائے گا ضرور ہے کہ وہ چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا۔ (لیکچر لاہور ص ۳۹ خزائن ص ۱۸۵ ج ۲۰)

فائدہ : یہ تمام باتیں سراسر بہتان اور جھوٹ ہیں ایک بھی ثابت نہیں ہے کوئی قادیانی جیالا مع مرزا طاہر کہ ان کو صحیح ثابت کر کے منہ مانگا انعام حاصل کرے۔

جھوٹ نمبر ۱۳۔ اللہ تعالیٰ نے بشر کے لئے آسمان پر مع جسم جانا حرام کر دیا ہے۔ (لیکچر لدھیانہ ص ۳۹ خزائن ص ۲۹۷ ج ۲۰)

فائدہ : یہ بھی محض خدا تعالیٰ پر بہتان اور افتراء ہے۔ فلعنت الله على الكاذبين المفترين والاھانو بربانکم

جھوٹ نمبر ۱۴۔ مرزا صاحب اپنے رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" کے صفحہ اول پر لکھتے ہیں کہ:

"میری وحی مندرجہ براہین ص ۴۹۸ پر ھوالذی ارسل رسوله میں مجھے 'رسول' نام لے کر پکارا گیا ہے۔ (خزائن ص ۲۰۶ ج ۱۸)

فائدہ : اگر کوئی مرزائی اس حوالہ کو صحیح ثابت کر دے تو میں اسے فی الفور دس ہزار روپے نقد انعام پیش کر دوں گا۔ ورنہ وہ قادیانیت پر لعنت بھیج کر پکا سچا مسلمان بن جائے۔

جھوٹ نمبر ۱۵۔ چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں اسی امت میں سے مسیح موعود آئے گا اور بعض یہودی صفت مسلمانوں میں سے اس کو کافر قرار دیں گے اور قتل کے درپے ہوں گے اور اس کی سخت توہین و تحقیر کریں گے۔ (نزول المسیح ص ۱۰ خزائن ص ۳۱۹ ج ۱۸)

فائدہ : یہ سب افتراء علی اللہ کی بدترین مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی ایسی باتیں ارشاد نہیں فرمائیں۔

جھوٹ نمبر ۱۶۔ اللہ نے صاف فرما دیا کہ:

عیسیٰ فوت ہو گیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے گواہی دے دی کہ میں اس کو مردہ روحوں میں دیکھ آیا ہوں۔ صحابہؓ نے اجماع کر لیا کہ سب نبی فوت ہو گئے۔ اور ابن عباس نے بخاری میں توفی کے معنی موت کر دیئے۔ (نزول المسیح از مرزا صاحب

خزائن ص ۴۰۰ ج ۱۸ طبع ربوہ)

فائدہ: یہ امور اربعہ محض جھوٹ اور بہتان ہیں اللہ نے کہیں بھی نہیں فرمایا کہ مات عیسیٰؑ یا توفی عیسیٰ (بصیغہ ماضی) کہ وہ مرگئے جو کوئی یہ لفظ یعنی مات یا توفی عیسیٰ بن مریم دکھائے اسے فی الفور دس ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔

جھوٹ نمبر ۱۷۔ مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ:

○ امام مالک جیسا عالم حدیث و قرآن متقی قائل ہے کہ عیسیٰؑ فوت ہوگئے۔

○ امام ابن حزم جن کی جلالت عظمت شان محتاج بیان نہیں قائل وفات ہیں۔

○ امام بخاری جن کی کتاب بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے وفات مسیح کے قائل ہیں۔

○ ایسا ہی فاضل و محدث و مفسر ابن تیمیہ و ابن قیم جو اپنے وقت کے امام ہیں حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے قائل ہیں۔

○ ایسا ہی رئیس المتصوفین ابن عربیؒ صاف اور صریح لفظوں میں وفات کے قائل ہیں۔ (کتاب البریہ ص ۲۰۳ حاشیہ، خزائن ص ۲۲۱ ج ۱۳) طبع ربوہ

فائدہ: یہ تمام دعوے محض جھوٹ اور بہتان کا پلندہ اور دجل و فریب کا مجموعہ ہیں ان میں سے ایک بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ صحیح ثابت کرنے والے کو منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ ہے کوئی قادیانی جیالا یا وارث؟

جھوٹ نمبر ۱۸۔ کتب سابقہ اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ:

مسیح موعود کے وقت عورتوں کو بھی الہام ہوگا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے۔ (ضرورۃ الامام ص ۵ خزائن ص ۴۷۵ ج ۱۳)

فائدہ: یہ محض قادیاں کے چنڈو خانے کی گپ ہے جسے حقیقت کے ساتھ ذرا بھی واسطہ نہیں ورنہ الہام والی عورتیں، اور صاحب نبوت بچوں کے نام پیش کریں۔ ہے کوئی قادیانی جیالا مرزا کی لاج رکھنے والا۔

جھوٹ نمبر ۱۹۔ لیکھرام کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ (سراج منیر ص ۶۷، خزائن ص ۶۹ ج ۱۲)

فائدہ: قرآن سے نکال کر دکھائے یا سابقہ کسی تفسیر کا حوالہ ہی پیش کر کے منہ مانگا انعام حاصل کریں۔

جھوٹ نمبر ۲۰۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ:

"براہین احمدیہ ص ۵۵۶ پر یہ الہام لکھا ہے یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی یعنی اے عیسیٰ میں تجھے طبعی وفات دوں گا۔ (سراج منیر ص ۲۱ خزائن ص ۲۳ نیز ص ۷۶ خزائن ص ۷۸ ج ۱۲)

فائدہ: اگر کوئی مرزا مربی مع مرزا طاہر براہین احمدیہ میں اسی طرح لکھا دکھادے تو منہ مانگا انعام پیش کیا جائے گا۔

جھوٹ نمبر ۲۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مالدار آدمی تھے کم از کم ہزار روپے ان کے پاس رہتا تھا جس کا خزانچی یہودا اسکریوطی تھا۔ (ایام الصلح ص ۱۴۰ خزائن ص ۳۸۵ ج ۱۴)

فائدہ: یہ محض سیاہ جھوٹ اور ایک اولوالعزم نبی کی تحقیر ہے اسے صحیح ثابت کرنے والے کو دس ہزار روپے نقد انعام پیش کیا جائے گا۔ ورنہ قادیانیت پر صرف تین حرف بھیج کر اپنی عاقبت سنواری جائے۔

جھوٹ نمبر ۲۲۔ کسوف و خسوف والی حدیث نہایت صحیح ہے۔ (ایام الصلح ص ۱۷۱ خزائن ص ۴۱۹ ج ۱۴)

فائدہ: یہ سب جھوٹ ہے، ہے کوئی قادیانی مع مرزا طاہر جو اس کو بواسطہ محدثین کرام یا بلاواسطہ موافق اصول حدیث کے صحیح ثابت کر کے منہ مانگا انعام حاصل کرے؟

جھوٹ نمبر ۲۳۔ اب دیکھو آثار صحیحہ سے ثابت ہوگیا کہ مسیح موعود کو نالائق بدبخت پلید مسخ مولوی کافر ٹھہرائیں گے اور دجال کہیں گے اور کفر کا فتویٰ ان کی نسبت لکھا جائے گا۔ (ایام الصلح ص ۱۹۵ خزائن ص ۴۱۳ ج ۱۴)

فائدہ: یہ سب محض گپ ہے کوئی ثبوت نہیں دیا جاسکتا۔ بلکہ یہ تو ان خرافات کی آڑ میں علماء امت کو گالیاں دے کر اپنی عاقبت تباہ کی گئی ہے۔ لہٰذا جب یہ بات ثابت نہیں ہوسکتی تو خود مرزا ہی اپنے فتوے کی بناء پر نالائق بدبخت اور پلید طبع ثابت ہوگیا۔

جھوٹ نمبر ۲۴۔ میری (مرزا) نسبت ہی خدائے نے فرمایا ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (ایام الصلح ص ۱۵۶ خزائن ص ۴۰۳ ج ۱۴)

فائدہ: فرمائیے اس گپ اور بکواس کو کون تسلیم یا برداشت کرے گا یہ اعلان تو سید دو عالم ﷺ کے بارہ میں ہے جسے ہر مسلمان جانتا ہے کیونکہ آپ ہی رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ نیز مرزا کی موجودگی میں آزمائش ہی آتی رہی بلکہ اس نے خود اپنے زمانہ میں زلزلوں اور طاعون وغیرہ کی پیشگوئی کر رکھی تھی۔ پھر اب کس منہ سے یہ بات کہہ رہا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۵۔ جناب قادیانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے فتوے دیئے جائیں گے۔ اور اس کی سخت توہین کی جائے گی۔ اور اسے دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ سو ان دنوں وہ پیشگوئی انہی مولویوں کے اپنے ہاتھوں سے پوری ہوئی۔" (اربعین ص ۱۷ ج ۳

خزائن ص ۲۰۰ ج ۱۷ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۱ و ص ۴۲ خزائن ص ۵۳ ج ۱۷ و ص ۵۷)

فائدہ : یہ بھی محض قادیاں کے چنڈو خانے کی زالی گپ ہے۔ جس کا کوئی سر پیر نہیں۔ نہ قرآن میں کوئی ایسی بات ہے اور نہ ہی احادیث میں ہے کوئی قادیانی جیالا یا ٹاؤٹ مع مرزا طاہر جو ان امور کو قرآن مجید اور حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت کرکے منہ مانگا انعام حاصل کرے۔ ورنہ مرزائیت پر تین صرف تین حرف (ل ع ن) بھیج کر دین حق کو قبول کرلے۔

جھوٹ نمبر۲۶۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

"ایسا ہی مولوی غلام دستگیر قصوری نے کتاب تالیف کرکے تمام پنجاب میں مشہور کردیا تھا کہ میں نے یہ طریق فیصلہ قرار دیا ہے کہ ہم دونوں (مولوی صاحب اور مرزا قادیانی) میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرجائے گا تو کیا اس کو خبر تھی کہ یہی فیصلہ اس کے لئے لعنت کا نشان ہوجائے گا اور وہ پہلے مرکر دوسرے ہم مشربوں کا منہ بھی کالا کرے گا اور آئندہ ایسے مقابلات میں ان کے منہ پر مہر لگادے گا اور بزدل بنادے گا۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰ خزائن ص ۵۲ ج ۱۷ طبع ربوہ)

فائدہ : یہ محض قادیانی گپ ہے کیونکہ نہ تو مولانا غلام دستگیر صاحب نے کوئی اس مضمون کی کتاب لکھی اور نہ ہی وہ مرزا کی اس بڑ کے مصداق بنے۔ یہ سب جھوٹ ہی جھوٹ ہے جو قادیانی کی سرشت اور طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔

جھوٹ نمبر۲۷۔ مرزا آف قادیان لکھتے ہیں :

"قرآن شریف فرماتا ہے کہ یہ دونوں مسیح (مسیح اسرائیلی و محمدی) ایک دوسرے کا عین نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اسلام کے مسیح موعود کو موسوی مسیح کا مثیل ٹھہراتا ہے نہ عین پس محمدی مسیح موعود کو موسوی مسیح کا عین قرار دینا قرآن شریف کی تکذیب ہے۔" (تحفہ گولڑویہ ص ۹۳ خزائن ص ۱۹۳ ج ۱۷) طبع ربوہ جھنگ

فائدہ : یہ مرزا صاحب کا فطری جھوٹ ہے ورنہ قرآن مجید میں ایسا کوئی تذکرہ نہیں۔ نہ ہی حدیث یا کسی تفسیر میں کوئی عین نعین کا مسئلہ مذکور ہے بلکہ قرآن و حدیث میں صرف ایک ہی مسیح کا ذکر ہے۔

جھوٹ نمبر۲۸۔ سورہ فاتحہ کے متعلق قادیانی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"نماز کے پنج وقت میں یہ دعا شامل کردی گئی اور یہاں تک تاکید کی گئی کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوسکتی جیسا کہ حدیث لاصلوٰۃ بالفاتحہ سے ظاہر ہوتا ہے"۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۷۷ خزائن ص ۲۱۹ ج ۱۷)

فائدہ : یہ اقتباس قادیانی کی حماقت و جہالت کا کھلا نشان ہے۔ کیونکہ یہ الفاظ ہی حدیث کے نہیں بلکہ حسب عادت مرزا صاحب نے خود ہی گھڑ کر من کذب علی متعمدا کا نتیجہ حاصل کرلیا ہے۔ ویسے سورہ فاتحہ واقعی نماز میں لازمی ہے مگر بحالت اقتداء صرف امام پڑھے گا مقتدی کے ذمہ استماع وانصات ہے کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم واذاقر فانصتوا (مسلم) اور من کان لہ امام فقراۃ الامام قراۃ لہ لٰہذا آنجہانی کے الفاظ بھی غلط اور مفہوم بھی غیر صحیح۔

جھوٹ نمبر۲۹۔ جناب مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

"اس زمانہ کے بعض نادان کئی دفعہ شکست کھا کر پھر مجھ سے حدیث کی رو سے بحث کرنا چاہتے ہیں یا بحث کرانے کے خواہش مند ہوتے ہیں"۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰ حاشیہ خزائن ص ۵۱ ج ۱۷ طبع ربوہ)

فائدہ : یہ بھی بالکل جھوٹ ہے کہ آنجہانی نے کئی مسلمان علماء کو شکست دی۔ جب کہ حال یہ ہے کہ مباحثہ دہلی خود قادیانی کا مطبوعہ ہے اس کو ملاحظہ کرکے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ مرزا صاحب اس مباحثہ سے از خود فرار ہوگئے اسی طرح مباحثہ لدھیانہ۔ ادھر مرزا پیر مہر علی گولڑوی کے مقابلہ میں آئے ہی نہیں کہ مجھے سرحدی پٹھانوں سے ڈر ہے (دیکھئے مجموعہ اشتہارات ص ۳۵۰ ج ۳) اور تو اور یہ آتھم کے مقابلہ میں بھی چت ہوا۔ مولانا امرتسری تادم مرگ اس کی چھاتی پر مونگ دلتے رہے۔ آخر نام تو لیا جائے کہ یہ صاحب فلاں جگہ فلاں شخصیت کو واقعی شکست دے آئے۔ آخر بیباکی اور ڈھیٹ پن کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

جھوٹ نمبر۳۰۔ پھر قرآن شریف کے بعد احادیث کا مرتبہ ہے۔ سو تقریباً تمام حدیثیں تصریح کے ساتھ قرآن کریم کے بیان کے موافق ہیں اور ایک بھی ایسی حدیث نہیں جس میں یہ لکھا ہو کہ وہ مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی جس کو قرآن شریف مار چکا ہے (بالکل غلط' قرآن میں کہیں ان کی فوتگی مذکور نہیں کہیں مات عیسیٰ نہیں لکھا) جس پر انجیل نازل ہوئی تھی پھر دنیا میں آئے گا ہاں بار بار یہ لکھا ہے کہ ان اسرائیلی نبیوں کے ہم نام آئیں گے...... ہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے مثیل آئیں گے اور انہیں کے اسم سے موسوم ہوں گے۔ (ازالہ اوہام ص ۵۴۴ سائز خورد طبع لاہور)

فائدہ : ملاحظہ فرمایئے مرزا قادیانی کس طرح دھڑلے اور بیباکی سے جھوٹ بول رہا ہے ہمارا چیلنج ہے کہ اگر یہ صاحب واقعی مرزا غلام مرتضیٰ کے حلال فرزند ہیں تو کسی ایک حدیث میں لکھا دکھادیں کہ صاحب انجیل اسرائیلی مسیح نہیں آئیں گے بلکہ اسرائیلی نبیوں کے ہم نام مثلاً" داؤد' سلیمان' یحییٰ' زکریا' یعسیاہ' یرمیاہ وغیرہ نام والے نبی آئیں گے مریم کے فرزند نہیں آئیں گے۔ ہے کوئی قادیانی ٹاؤٹ یا جیالا جو مرد میدان بن کر اپنے قادیانی کی لاج رکھ سکے؟

باقی آئندہ

محمد طاہر رزاق........لاہور

...اور سنچری مکمل ہوگئی

وہ دو دن اور راتوں کے بعد واپس لوٹا ہے۔ اس کا جسم تھکن سے چور ہے۔ اس کے اعضاء اس سے سکون طلب کر رہے ہیں۔ اس کی آنکھیں اس سے نیند کا سوال کر رہی ہیں۔ اس کی ابھرتی ہوئی جوانی' وجیہ چہرہ اور کندھے پر لٹکی ہوئی کلاشنکوف دیکھ کر مرشد اقبالؒ کا وہ رزمیہ کلام پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحراء و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی!
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

○ ○ ○

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو' وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

وہ ایک پہاڑی چھوٹی سی کھوہ میں آکر بیٹھ گیا ہے۔ جہاں وہ بیٹھا ہے' اس سے دو فٹ کے فاصلے پر پتھر کی نوک سے ۸۸ کا ہندسہ لکھا ہوا ہے۔ وہ آتے ہی اپنے ہاتھ سے ۸۸ کا ہندسہ مٹا کر ۹۳ کا ہندسہ لکھ دیتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کشمیری گوریلا فائٹر نے پہلے ۸۸ ہندو جہنم واصل کئے تھے' اب تازہ شکار کرنے کے بعد ان کی تعداد ۹۳ ہوگئی ہے۔ وہ پندرہ بیس منٹ ستانے کے بعد پہاڑی کی کھوہ سے باہر نکلا تاکہ اردگرد کا جائزہ لے سکے۔ باہر کشمیر اپنے فطرتی حسن کا جادو جگا رہا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک شفاف پانی کی ندی گنگناتی ہوئی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔ سارا دن روشنیوں کی بزم سجا کر سورج ایک سرخ گولے کا روپ دھار کر مغرب کی گود میں سونے کے لئے جا رہا تھا۔ چرواہے اپنی مسحور کن مخصوص آواز میں بھیڑ بکریوں کو پہاڑی چراگاہوں سے اپنی جانب بلا رہے تھے۔ صبح سویرے رزق کی تلاش میں نکلے ہوئے پرندے ٹولیوں کی صورت میں واپس اپنے آشیانوں کی طرف لوٹ رہے تھے۔ آسمان کی وسعتوں میں کہیں کہیں سفید آوارہ بادل تیر رہے تھے۔

مغرب کی نماز کا وقت ہوا تو شیر خان نے قریبی پہاڑی ندی سے وضو کیا اور زمین پر ایک چھوٹی سی چادر بچھا کر اپنے رب کے دربار میں حاضر ہوگیا۔ نماز سے فراغت کے بعد شیر خان نے اپنے ہاتھ چہرے پر پھیرے ہی تھے کہ اسے دور سے کوئی شخص اپنی جانب دوڑتا ہوا نظر آیا۔ اسے آتا دیکھ کر شیر خان چیتے کی طرح چوکنا ہوگیا اور اپنی کلاشنکوف کی نالی اس کی طرف سیدھی کرلی۔ لیکن قریب آنے پر اسے دیکھ کر شیر خان کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا اور اسے زور سے سینے سے لگالیا۔ آنے والا اس کا مجاہد ساتھی تھا' جو اس کے لئے ایک اہم پیغام لے کر آیا تھا۔ آنے والے مجاہد نے اسے بتایا کہ ہمیں ابھی ابھی خبر ملی ہے کہ بھارتی فوجیوں کی مدد کے لئے اسرائیلی کمانڈوز کشمیر پہنچ گئے ہیں اور وہ ڈل جھیل کے کنارے ایک ہاؤس بوٹ میں مقیم ہیں۔ آج ہمارا ان پر شب خون مارنے کا پروگرام بن چکا ہے۔ تم رات بارہ بجے فلاں مقام پر پہنچ جانا۔ کمانڈر کی ہدایات کے بعد ٹھیک رات اڑھائی بجے حملے کا پروگرام ہے۔ پیغامبر پیغام دے کر چلا گیا۔

عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد شیر خان تھوڑی دیر کے لئے سو گیا۔ وہ ٹھیک بارہ بجے بتائے ہوئے ٹھکانے پر پہنچ چکا تھا۔ وہاں پر پہلے سے پہنچے ہوئے مجاہد اس کا انتظار کر رہے تھے۔ سب مجاہد ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے' ایک دوسرے کی خیریت دریافت کی' پھر باقاعدہ میٹنگ کا آغاز ہوا۔ سارے پروگرام کو حتمی شکل دی گئی۔ کمانڈر نے سب مجاہدین کو حکم دیا کہ وہ دو نفل صلوٰۃ حاجت ادا کریں۔ سب نے صلوٰۃ حاجت ادا کی۔ اس کے بعد کمانڈر نے ایک ولولہ انگیز اور جہاد پرور تقریر کی' جس نے مجاہدین میں ایک نیا جوش اور جذبہ پیدا کردیا۔ اس کے بعد کمانڈر نے اپنی مہم کی کامیابی کے لئے ایک رقت انگیز دعا مانگی' جس سے مجاہدین کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ سوا دو بجے سات مجاہدین پر مشتمل یہ قافلہ ڈل جھیل کی طرف روانہ ہوگیا۔ ڈل جھیل تک پہنچنے کے لئے مجاہدین نے ایک انتہائی محتاط راستہ اختیار کیا۔ وہ پھونک پھونک کر قدم رکھ رہے تھے۔ ان کے راستے کی سب سے بڑی مشکل ایک چھوٹی اور عارضی فوجی چوکی تھی' جہاں پر چھ ہندو فوجی تعینات تھے۔ مجاہدین نے دور سے چوکی کو دیکھا تو انہیں کوئی فوجی نظر نہ آیا۔ آخر شیر خان کی بہادری اور جنگی مہارت کو دیکھتے ہوئے کمانڈر نے اس کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ چپکے چپکے جائے اور چوکی کا جائزہ لے کر آئے۔

شیر صفت شیر خان نے بصد خوشی اس چیلنج کو قبول کیا اور کلاشنکوف کندھے پر لٹکائے چیتے کی پھرتی سے اپنے ہدف کی طرف روانہ ہوگیا۔ وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا بڑھتا چلا جارہا تھا۔ اب چوکی تقریباً" دو سو فٹ کے فاصلے پر رہ گئی' تو وہ کہنیوں کے بل رینگتا ہوا چوکی کی طرف بڑھنا شروع ہوا۔ چوکی کے قریب جاکر وہ دیکھتا ہے کہ یہاں ایک بلب روشن ہے' جس کی روشنی میں سے تین ہندو فوجی صاف نظر آرہے تھے۔ تینوں کے ہاتھوں میں شراب کی بوتلیں تھیں اور وہ جام سے جام ٹکراتے ہوئے غٹاغٹ شراب پی رہے تھے۔ شیر خان چند قدم مزید آگے بڑھا اور اس نے دیکھا کہ تینوں ہندو فوجی بری طرح شراب میں بدمست ہوچکے ہیں اور انہیں اپنے آپ کا ہوش نہیں۔ ہندو فوجیوں کے پاس بہت سی شراب کی خالی بوتلیں بکھری پڑی تھیں' جو بلب کی روشنی میں چمک چمک کر اپنے وجود کا اظہار کررہی تھیں۔ اتنی زیادہ تعداد میں خالی بوتلوں سے شیر خان نے اندازہ لگایا کہ باقی تین ہندو فوجی شراب کے نشہ سے چور ہوکر اندر کمرے میں پڑے ہوں گے۔ جوش میں آکر اس کا جی چاہا کہ وہ ایک ہی یلغار میں ان سارے ہندو فوجیوں کو واصل جہنم کردے لیکن امیر کی اطاعت نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔

وہ انتہائی احتیاط سے واپس پلٹا اور کمانڈر کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ کمانڈر نے سب کو بلایا اور فوجی چوکی پر چپکے سے بجلی کی سرعت سے حملہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ مجاہدین احتیاط کا دامن تھامے چھپتے چھپتے چوکی کی طرف بڑھے اور چوکی کے قریب پہنچ کر انہوں نے رینگنا شروع کردیا۔ کمانڈر' جسکا نام خالد تھا' مجاہدین کی قیادت کررہا تھا۔ چوکی کے بالکل قریب پہنچ کر کمانڈر خالد نے ہندو فوجیوں اور گردونواح کا جائزہ لیا' پھر اس نے ہاتھ کے اشارہ سے حملہ کا سگنل دیا۔ مجاہدین طوفانی لہروں کی طرح . بپھرے ہوئے ان پر لپکے اور آناً" فاناً" انہیں دبوچ لیا۔ تین مجاہدین نے کمرے میں پڑے شراب کے نشے میں دھت فوجیوں کو قابو کرلیا اور پھر ان سب کے منہ اور آنکھوں پر پٹیاں باندھ دی گئیں اور ان کے ہاتھ الٹی طرف باندھ دیئے گئے اور پھر شیر خان نے بے آواز پستول سے ان مردودوں کو جہنم واصل کردیا۔ اب شیر خان کا سکور ۹۹ ہوچکا تھا۔ مجاہدین نے فوجیوں سے حاصل کردہ اسلحہ قریب ہی ایک محفوظ مقام پر چھپا دیا تاکہ آپریشن سے واپسی پر اسے وہاں سے حاصل کرسکیں۔

اب مجاہدین کا رخ اپنے اصل ہدف ڈل جھیل کی طرف تھا۔ وہ ڈل جھیل کے قریب پہنچ گئے اور عقاب کی آنکھوں سے ہاؤس بوٹ کا جائزہ لینے لگے اور پھر بجلی کی پھرتی سے ہاؤس بوٹ کو گھیرے میں لے لیا۔ کمانڈر خالد نے اپنی گرجدار آواز میں ہاؤس بوٹ میں چھپے ہوئے کمانڈوز کو ہتھیار پھینکنے کا حکم دیا' لیکن اندر سے کوئی جوابی آواز نہ آئی۔ اسرائیلی کمانڈوز کو گرفتار کرنے کے لئے جونہی شیر خان ہاؤس بوٹ میں داخل ہونے لگا تو ایک اسرائیلی کمانڈو نے اس پر کلاشنکوف کا فائر کھول دیا۔ گولیاں اس کے جسم کو چھلنی کرتی ہوئی نکل گئیں اور وہ خون میں نہا گیا' لیکن شیر خان کے فوری جوابی فائرہ سے اسرائیلی کمانڈو بھی وہیں ڈھیر ہوگیا...... اور پھر سب مجاہدین کی جوابی فائرنگ سے خاموش فضا ٹھک ٹھک تڑ تڑ سے گونج اٹھی۔ اسرائیلی کمانڈوز کی جانب سے فائرنگ بند ہوگئی اور وہ ہاؤس بوٹ کے ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گئے۔ فضاء میں پھر کمانڈر خالد کی گرجدار آواز گونجی اور اس نے اسرائیلی کمانڈوز کو خبردار کیا کہ اگر تم نے خود کو ہمارے حوالے نہ کیا تو ہم ابھی دستی بموں سے بوٹ کے پرخچے اڑادیں گے۔ یہ اعلان سن کر اسرائیلی کمانڈوز نے خود کو مجاہدین کے حوالے کردیا۔

اسرائیلیوں کی کل تعداد آٹھ تھی' جن میں سے ایک شیر خان کے ہاتھوں ہلاک ہوچکا تھا۔ مجاہدین نے انتہائی عجلت سے ان کمانڈوز کے ہاتھ الٹے باندھے اور ان کے منہ اور آنکھوں پر پٹیاں باندھ دیں اور انہیں ہانکتے ہوئے اپنے ایک خفیہ مقام پر لے آئے۔ دو ساتھیوں نے اپنے ہاتھوں میں زخمی شیر خان کو اٹھایا ہوا تھا' جو شدید زخمی تھا۔ خفیہ مقام پر پہنچتے ہی مجاہدین نے اسرائیلی کمانڈوز سے پوچھ گچھ کا سلسلہ شروع کردیا۔ مجاہدین اس بات پر سخت حیرت میں تھے کہ ان کے قیدی اسرائیلیوں کی طرح گورے چٹے نہیں بلکہ گندمی اور سانولے رنگ کے ہیں۔ ان کے نقوش اور چہرے مہرے بھی اسرائیلیوں جیسے نہیں۔ اس کے علاوہ وہ عربی بھی نہیں بول سکتے تھے' صرف انگریزی میں بات چیت کرتے تھے۔ مجاہدین کی ڈپٹ پر انہوں نے بتایا کہ وہ پنجابی اور اردو بڑی روانی سے بولتے ہیں۔ مجاہدین نے ان سے کہا کہ تم اسرائیلی معلوم نہیں ہوتے...... پھر ہمارے مخبر نے تمہیں اسرائیلی کیوں کہا؟

ہلکے تشدد کے بعد انہوں نے انکشاف کیا کہ وہ قادیانی ہیں اور ان کا تعلق پاکستان سے ہے۔ وہ اسرائیلی فوج میں باقاعدہ بھرتی ہیں اور انہوں نے گوریلا ٹریننگ اسرائیل سے ہی حاصل کی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس وقت اسرائیلی فوج میں ایک ہزار قادیانی بھرتی ہیں۔ انہوں نے مجاہدین کو یاد دلاتے ہوئے کہا کہ بھٹو دور میں قومی اسمبلی میں یہ ہنگامہ خیز آواز اٹھی تھی اور مولانا ظفر احمد انصاری نے قومی اسمبلی کو بتایا تھا کہ اسرائیل میں چھ سو قادیانی فوج میں بھرتی ہیں۔ مولانا نے اس سلسلہ میں قومی اسمبلی کے ممبران کو دستاویزی ثبوت بھی دکھائے تھے۔ انہوں نے مجاہدین کو بتایا کہ بھارت کی مدد کے لئے کئی اور محاذوں پر بھی

باقی صفحہ ۳۴ پر

دانت دُرست "تن" دُرست

دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی صحت کے لیے انتہائی موثر نباتاتی

مسواک ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ

اچھی صحت کا دارومدار صحت مند دانتوں پر ہے۔ اگر دانت خراب ہوں یا عدم توجہی کے باعث گر جائیں تو انسان دُنیا کی بہت سی نعمتوں اور لذتوں سے لُطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ زمانۂ قدیم سے صحتِ دندان کے لیے انسان درختوں کی شاخیں بطور مسواک استعمال کرتا آیا ہے۔ ہمدرد نے تحقیق و تجربات کے بعد دار چینی، لونگ، الائچی اور صحتِ دہن کے لیے دیگر مفید نباتات کے اضافے کے ساتھ "مسواک ٹوتھ پیسٹ" تیار کیا ہے جو دانتوں کو صاف اور سفید رکھنے کے ساتھ مسوڑھوں کو بھی مضبوط، صحت مند اور محفوظ رکھتا ہے۔

سارے گھر کا ٹوتھ پیسٹ

مسواک ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ

مسواک کے قدرتی خواص صحتِ دنداں کی مضبوط اساس

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ
تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ

Adarts-HMPT-22/95

REGD. NO. 33-100

فرما کر یہ بتا دی
لا نبی بعدی

ختم نبوت کانفرنس

سولہویں سالانہ

دو روزہ

۲، ۳ اکتوبر ۹۷ء جمعرات، جمعہ
۲۹-۳۰ جمادی الثانی ۱۴۱۸ھ

مسلم کالونی ربوہ
صدیق آباد

زیر سرپرستی:
مخدوم المشائخ حضرت مولانا **خان محمد** صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

علماء، مشائخ
سیاسی قائدین
دانشور اور وکلاء
خطاب فرمائیں گے

کانفرنس میں بعد عصر تا مغرب فتنۂ قادیانیت کے متعلق سوال و جواب کی محفل منعقد ہوگی جس میں ہر شخص کو تحریری سوال کرنے کی اجازت ہوگی۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب مدظلہ جواب دیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان

فون: ملتان: ۵۱۴۱۲۲
کراچی: ۷۷۸۰۳۳۷